

## برصغیر کے نو مسیحی مصنفین کی سوانح عمریوں کی فنی، تاریخی اور مذہبی حیثیت کا جائزہ

### An Analysis of Technical, Historical and Religious Status of Biographies of Converted Christian Writers of the Sub-Continent

\* نکلنتہ نوید

\*\* ڈاکٹر محمد ریاض محمود

#### **ABSTRACT**

The British colonial rule in the Indian Sub-Continent created a lasting social, cultural and religious impact on the lives of the local people. Islam was specially treated as a grave threat by the colonial government, and it took a number of steps against Islam to undermine it. Literature carrying highly provocative and incendiary material against Islamic beliefs and traditions was produced by the priests in tacit connivance of the British government. It resulted in the conversion of some Muslims to Christianity who wrote their tales of conversion in the form of autobiographies in which they subjected both Islam and Muslims to severe criticism. They tried to discredit the Qur'ān, Ḥadīth, Sīrah and Taṣawwuf and made fun of the different eras of the Muslim history with a view to promote hatred from for Islamic values among Muslims. Such criticism of Islam by these new converts needed to be countered and answered in a balanced way. The present study, therefore, presents an overview of the specific Christian literature against Islam in order to fulfill the scholarly needs of the subject. The scholarly work on this topic will offer a strong defense of Islam and the Islamic values against the external attacks.

**Keywords:** *Autobiography, Biography, Christianity, Conversion, India, Islam, Priest, The British.*

---

\* پی ایچ۔ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ

\*\* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات

## موضوع تحقیق کا تعارف اور اس کی علمی و فکری اہمیت

برصغیر میں برطانوی نوآبادیات نے سیاسی، سماجی اور مذہبی اعتبار سے اہم تغیرات کو جنم دیا۔ انگریزوں نے مسلمانوں کی مغل حکومت کا خاتمہ کر کے اقتدار حاصل کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اُس نے سیاسی استحکام کے لئے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بھرپور منصوبہ بندی کی۔ اسلام کی تنقیص و تردید اور مسیحیت کے فروغ کے لئے ہمہ جہتی اقدامات کئے گئے۔ مختلف ممالک سے پادری بلائے گئے اور اسلام مخالف ماحول ترتیب دیا گیا۔ اسلامی عقائد و روایات کے خلاف اشتعال و نفرت پر مشتمل کتب تحریر کرائی گئیں۔ اسلام پر علمی و فکری حملے کرائے گئے، قرآن و حدیث اور سیرت و تصوف پر اعتراضات کئے گئے، نظام تعلیم کو یکسر بدل دیا گیا، اسلامی تاریخ کے مختلف مراحل کا تمسخر اُڑایا گیا، اسلامی تہذیب و تمدن پر معاندانہ تبصرے کئے گئے، سامراجی حکومت کا ہدف یہ تھا کہ مسلمان اپنے مذہب سے بیگانہ اور متنفر ہو کر حلقہ مسیحیت میں داخل ہو جائیں۔ انگریز حکومت اور مسیحی پادریوں کی اس شرم ناک سازش کو بے نقاب کرنے کے لئے مسلم علماء نے جرأت کا مظاہرہ کیا اور دفاعِ اسلام کا عظیم الشان علمی معرکہ انجام دیا۔ انہوں نے حکومتی فریب اور مبنی بر اشتعال کتب کی حقیقت کو ہندوستان کے عام لوگوں خصوصاً مسلمانوں پر واضح کیا۔ انہوں نے اسلام پر لگنے والے الزامات کا جواب دیا، مسیحیوں کی علمی کمزوریوں کی نشاندہی کی، مسلمانوں کو مایوس ہونے سے بچایا اور اسلامی تہذیب و ثقافت کی شان و شوکت کے مختلف پہلو واضح کئے۔ اس ضمن میں مسلم علماء نے مضبوط علمی دلائل پر مشتمل جوابی کتب تحریر کیں اور مسیحی پادریوں کو بالمشافہ مناظروں میں شکست سے دوچار کیا۔ مسلم علماء کی دفاعِ اسلام کی یہ جدوجہد انسانوں کی علمی تاریخ کا ایک شاندار باب ہے۔ اسلام کے عقائد و نظریات اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بھرپور تحفظ و دفاع کے باوجود چند مسلمان اسلام سے متعلق تشکیک کا شکار ہو کر مسیحی ہو گئے۔ ترکِ اسلام کر کے مسیحیت قبول کرنے والے ان لوگوں میں بعض نے اپنی تبدیلی مذہب کی رُوداد کو ”آپ بیتی“ کی صورت میں پیش کیا۔ بعض نو مسیحیوں کے احوال کو اُن کی ”سوانح عمری“ میں کسی اور مصنف نے بیان کیا۔ نو مسیحی خواتین و حضرات کی یہ آپ بیتیاں اور سوانح عمریاں مسیحیوں کے پیش کردہ اسلام سے متعلق انتقادی ادب کا ایک اہم حصہ ہیں۔ تعصب و نفرت پر مبنی اس مذہبی ادب میں نو مسیحی لوگوں کے ذاتی و خاندانی حالات کے بیان کے ساتھ ساتھ اسلام اور مسلمانوں پر سخت تنقید موجود ہے۔ مسلمانوں کے خلاف ایسے الزامات اور اشکالات پیش کئے گئے ہیں جن کا علمی جواب دیا جانا نہایت ضروری ہے۔ اس سوانح ادب کا مطالعہ و تجزیہ اسلامی عقائد اور مسلم تشخص کے تحفظ کے لئے بہت مفید ہے۔ قرآن و حدیث، سیرت و فقہ اور مسلم فکر کے دیگر متعلقات کے بارے میں اعتراضات کی تفہیم اور اُن کا مناسب جواب دینے کے لئے ضروری ہے کہ نو مسیحی مصنفین کی آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں کی فنی، تاریخی اور مذہبی حیثیت کا جائزہ لیا جائے۔ اسی علمی و فکری اور تہذیبی و تاریخی ضرورت کی تکمیل کے پیش نظر اس تحقیقی

مضمون کے لئے موضوع کے طور پر ”برصغیر کے نو مسیحی مصنفین کی آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں کی فنی، تاریخی اور مذہبی حیثیت کا جائزہ“ کا انتخاب کیا گیا ہے۔

موضوع زیر بحث جدید اور منفرد خصائص کا حامل ہے۔ علمی حلقوں میں نو مسیحیوں کی آپ بیتیاں اور سوانح عمریاں کبھی براہ راست زیر بحث نہیں آئیں۔ اس پس منظر میں یہ تحقیقی کام بڑی افادیت کا حامل ہے، اس کی تکمیل سے دفاع اسلام کے بہت سے پہلوؤں کی تلاش کی راہ ہموار ہوگی، برصغیر کے نو آبادیاتی نظام کی تفہیم میں مدد ملے گی، مسیحیوں کے تبشیری نظام کے بہت سے پہلو واضح ہوں گے، فروغ مسیحیت کے ذرائع کا اندازہ ہو سکے گا، اُن اسباب و محرکات کا علم ہو سکے گا جو بہت سے لوگوں کے قبول مسیحیت کے پس منظر میں موجود تھے، مذاہب کے تقابلی مطالعات کے ضمن میں یہ ایک قابل قدر علمی کام ہو گا۔ مضمون ہذا میں علمی مباحث کو پانچ اجزاء میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے جُز میں موضوع تحقیق کا تعارف کرایا گیا ہے اور اس کی علمی و فکری اہمیت واضح کی گئی ہے۔ دوسرے جُز میں آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں کا مفہوم اور اُن کی فنی نوعیت کو واضح کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں علم و ادب سے وابستہ ماہرین کے اقتباسات سے ہر دو اصناف ادب کی نوعیت و حیثیت کو واضح کیا گیا ہے۔ تیسرے جُز میں نو مسیحیوں کی آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں کی تاریخی و مذہبی حیثیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ چوتھا جُز و سفارشات سے متعلق ہے۔ پانچواں اور آخری جُز و خلاصہ بحث پر مشتمل ہے۔

### آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں کا مفہوم اور ان کی فنی نوعیت

ایک دوسرے کے حالات و واقعات اور تجربات و تجزیات سے سبق سیکھنا انسانی فطرت ہے۔ انسان زمانہ قدیم سے ہی اپنی ذات اور اپنے موقف کے اظہار کے لئے مختلف طریقے اختیار کرتا آیا ہے۔ آپ بیتیاں اور سوانح عمریاں بھی انسانوں سے متعلق حقائق جاننے کے ذرائع ہیں۔ کسی تجربہ کار اور ماہر انسان کے احوال و کوائف، اس کی حرکات و سکنات، اس کے اقوال و ملفوظات، اس کے تجربات و مشاہدات، محسوسات و نظریات اور پسند و ناپسند سے متعلق مستند و معتبر معلومات یقیناً علم و حکمت کا بیش قیمت ذخیرہ ہوتی ہیں۔ اس سے اس شخص کی زندگی کے اتار چڑھاؤ کا علم ہوتا ہے، یہ علم کسی تجسس کی تشفی بھی ہے اور حصول عبرت کا ذریعہ بھی۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے اہل بصیرت اور انسانیت کی خیر چاہنے والے لوگوں نے اپنے حالات و خیالات کو تحریر کیا۔ اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے حالات خود تحریر کرے تو اُسے ”آپ بیتی“ یا ”خود نوشت“ کہا جائے گا اور اگر کسی شخص کے حالات کو کوئی دوسرا شخص ضبط تحریر میں لائے تو یہ ”سوانح عمری“ کہلائے گی۔ انگریزی میں آپ بیتی کو "Autobiography" جبکہ سوانح عمری کو "Biography" کہتے ہیں۔ دونوں اصناف ادب کثیر الجہات مقاصد کی حامل ہیں۔ ”آپ بیتی“ کی نوعیت اور اس کے خصائص کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر صفدر سلطان اصلاحی نے لکھا ہے:

”فن خود نوشت ادب کی ایک معروف اور مفید صنف ہے۔ اس سے بنی نوع انسان کو ایک دوسرے کے تجربات و مشاہدات اور احوال و کوائف سے آگاہی ہوتی ہے۔ اس صنف کا

آغاز و ارتقاء صدیوں پر محیط ہے، انسان ابتداء سے اپنی ذات اور تجربات کے اظہار کے لئے نت نئے طریقے اختیار کرتا رہا ہے۔ یہ فی الواقع انسان کے اس جذبہ تجسس کی مظہر ہے جس کے باعث وہ اپنے گرد و پیش کو جاننے اور سمجھنے کی سعی کرتا ہے۔ کائنات کے بے پناہ مسائل اور اسرار و رموز سے واقفیت رکھنے والے شخص کی یہ فطری خواہش ہوگی کہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں سے تجربات و مشاہدات اور حقائق و معلومات کا تبادلہ کرے۔ اس سے وہ صرف ایک دوسرے کے تجربات سے آگاہ ہی نہیں ہوتا بلکہ خود کو ذہنی آسودگی اور سکون فراہم کرتا ہے۔ کیونکہ اپنی ذات تک پہنچنے کا اس کے پاس یہی واحد راستہ ہے۔<sup>(۱)</sup>

آپ بیتی کے مفہوم، نوعیت اور اجزائے ترکیبی کا دامن بڑی وسعت کا حامل ہے۔ یہ کسی شخص کی وہ کہانی ہے جسے وہ خود اپنی صلاحیت اور انداز کے مطابق بیان کرتا ہے۔ کوئی قاعدہ یا ضابطہ اس کی مرضی پر عمل کرنے کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتا۔ وہ چاہے تو اپنی بات کو اپنے حسب نسب سے شروع کرے یا خاندانی کوائف اور ان کے مذہبی، سیاسی، سماجی اور کاروباری پس منظر کو واضح کرے۔ محمد طفیل نے آپ بیتی کی تعریف و تشریح ان الفاظ میں کی ہے:

”کسی انسان کی زندگی کے تجربات، مشاہدات، محسوسات، نظریات اور عقاید کی ایک مربوط داستان ہوتی ہے۔ جو خود اس نے بے کم و کاست اور راست راست قلم بند کر دی ہو، جسے پڑھ کر اس کی زندگی کے نشیب و فراز معلوم ہوں۔ اس کے نہاں خانوں کے پردے اٹھ جائیں اور ہم اس کی خارجی زندگی کے سوا اس کی داخلی کیفیات کے حجرے میں بھی جھانک کر دیکھ سکیں۔“<sup>(۲)</sup>

آپ بیتی میں درج معلومات کا انحصار صاحب کتاب کی مرضی اور نیت و ارادہ پر ہوتا ہے۔ اُسے اختیار ہوتا ہے کہ وہ جس منظر اور پہلو کو چاہے تو بیان کر دے اور چاہے تو مخفی رکھے اور نظر انداز کر دے۔ آپ بیتی شخصی و انفرادی تجربے، داخلی احساسات و جذبات اور مافی الضمیر کے اظہار کا ایک اہم ذریعہ ہوا کرتی ہے۔ ڈاکٹر فریح الدین ہاشمی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

”آپ بیتی محض احوال و واقعات کا مجموعہ نہیں ہوتی، بلکہ اکثر اوقات لکھنے والے کی داخلی کیفیتوں، دلی احساس، شخصی اور عملی تجربوں، زندگی کے جذباتی پہلوؤں اور بحیثیت مجموعی زندگی کے بارے میں اس کے نقطہ نظر کی ترجمانی کرتی ہے۔“<sup>(۳)</sup>

(۱) اصلاحی، ڈاکٹر صفدر سلطان، عربی زبان میں خود نوشت سوانحی ادب کا ارتقاء، مسلم یونیورسٹی، شعبہ کلیات، علی گڑھ، حکیم اجمل

خان طیبہ کالج، ۲۰۱۶ء، مقدمہ، ص: ۷

(۲) محمد طفیل، مجلہ ”نقوش“ آپ بیتی نمبر، تصریحات، ادارہ فروغ اردو، لاہور، جون ۱۹۶۳ء

(۳) ڈاکٹر فریح الدین ہاشمی، اصناف ادب، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص: ۱۶۶

آپ بیتی کو علم و عرفان، شعور و معرفت، تحقیق و تلاش، تنقیح و تنقید، تفہیم ذات اور ترسیل فکر و خیال کا ایک معتبر و موثر وسیلہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی غیر معمولی اہمیت و افادیت نے آپ بیتیوں کی تحریر و تسوید کو روانی اور وسعت عطا کی ہے۔ یہ علم و فکر کے بہت سے مخفی خزانوں کی دریافتوں کا باعث ہو سکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مذہب اور ادبیات سے وابستہ بہت سے محققین نے اس نادر علمی ورثہ سے ہر دور میں استفادہ کی کوشش کی ہے۔

### نو مسیحیوں کی آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں کی تاریخی و مذہبی حیثیت

آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں میں درج مباحث کا بلاواسطہ یا بالواسطہ تعلق مختلف افراد و اقوام سے ہوتا ہے۔ ان میں بہت سے مذہبی، سیاسی، معاشی، معاشرتی اور تہذیبی پہلو زیر بحث آتے ہیں۔ نادر معلومات بیان ہوتی ہیں، امید افزاء اور منفرد دعوے کیے جاتے ہیں، غیر معمولی انکشافات کئے جاتے ہیں، بلاشبہ یہ چیزیں اکثر اوقات حساسیت کو جنم دیتی ہیں۔ یہاں محض حالات و واقعات کا بیان نہیں ہوتا بلکہ مصنف کی رائے بھی ساتھ ساتھ شامل متن ہوتی جاتی ہے، ہر شخص کا تجربہ الگ ہے، اس کا تجربہ و تبصرہ الگ ہے، فطرت و جبلت الگ ہے، اس کی ذات کے مفادات بھی ہیں، کوئی خاص تاثر قائم کرنا اس کی ضرورت ہو سکتا ہے، اس کے مشاہدات و محسوسات میں نقص واقع ہو سکتا ہے، انسان فطری طور پر اپنی پسند کی اشیاء کا اسیر ہوتا ہے، وہ اپنی ناپسندیدہ اشیاء کو منفی انداز میں بیان کرنے پر مجبور ہوتا ہے، اظہار و بیان میں وہ اپنی صلاحیت کا پابند و محتاج بھی ہے، وہ کسی حقیقت یا منظر کے اسی رخ کو واضح کر سکتا ہے جو اس کے فہم کے مطابق ہو، اس کی قلبی واردات کسی دوسرے کے فہم و خیال میں کما حقہ جگہ نہیں پاسکتی، مصنف کے ہاں کامیابی قرار پانے والے اجزاء کسی دوسرے کے ہاں ناکامی کا نشان ہو سکتے ہیں، اس کے دعوؤں کے پیچھے اس کے جذبات ہوتے ہیں، اس کی داخلی کیفیات اس کے دل و دماغ پر غالب رہتی ہیں، اس کا دلی احساس یا عملی تجربہ دیگر انسانوں سے مختلف و منفرد ہو سکتا ہے اور اس کی خود پسندی اس کے قلم پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ اسی نوعیت کے بہت سے ایسے پہلو موجود ہیں جو آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں میں تحریر کئے گئے بہت سے بیانات اور دعوؤں کو غیر معتبر، مشکوک اور مبنی بر آمیزش و تصنع قرار دلا سکتے ہیں۔ اس پس منظر میں بہت ضروری ہے کہ آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں میں سے کمزور اور مشکوک پہلوؤں کو تلاش کیا جائے، گہرے نقد و نظر کے بعد ہی کسی بیان کو سنا اعتبار سے نوازا جائے۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اکثر اوقات انسان خود پسند واقع ہوا ہے، وہ خود سے محبت کرتا ہے، اکثر اوقات وہ دوسروں کو جس معیار پر جانچتا ہے وہ خود کو جانچتے وقت وہ معیار نظر انداز کر دیتا ہے۔ اس فطری کمزوری کے تحت آپ بیتی لکھتے وقت مصنف اپنے آپ کو ایک غیر معمولی انسان بنا کر پیش کرتا ہے، وہ اپنے قاری کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ آپ بیتی میں مبالغہ آرائی اور اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش نظر آتی ہے۔ اصول، دیانت اور شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ بیتی میں غلطیوں اور کوتاہیوں کا اظہار و اقرار ہو اور مصنف

اعتماد و توازن اور تناسب سے کام لے۔<sup>(۱)</sup> آپ بیتی میں مصنف کے حالات کے علاوہ ارد گرد کے لوگوں کی شخصیت اور کردار پر بھی بات ہوتی ہے، اس طرح آپ بیتی ذہنی و نفسیاتی رجحانات کی عکاس ہوتی ہے۔

برصغیر کا نوآبادیاتی دور مذہبی اور علمی حوالوں سے بڑی حساسیت کا حامل ہے۔ انگریزوں نے اپنے اقتدار کی مضبوطی کے لئے مسیحی مذہب کا سہارا لینے کی بھرپور کوشش کی۔ مسیحی پادریوں نے اسلام مخالف کتب تحریر کیں۔ اشتعال اور منافرت پر مبنی مذہبی ادب تخلیق کیا گیا۔ بیرون ملک سے پادریوں کو بلا یا گیا تاکہ مقامی پادریوں کی حوصلہ افزائی اور تربیت کا سامان ہو سکے۔ حکومت کی اس حکمت عملی کے نتیجے میں جرمنی، فرانس اور برطانیہ سے متعدد پادری ہندوستان آگئے۔<sup>(۲)</sup> مسیحیت کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ سابقہ حکمرانوں کے مذہب یعنی اسلام کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا شروع کر دیا گیا۔ مسیحی مشن کی پشت پر حکومت وقت کھڑی تھی، سیاسی طاقت اور سرمایہ کی فراوانی نے بہت سی مشکلات کو آسانیوں میں بدل دیا تھا۔ اسلام کی ہر نشانی اور علامت مسیحی پادریوں کے نشانے پر تھی۔ مسلم اوقاف کو ختم کر دیا گیا، قانون وراثت تبدیل کر دیا گیا، فہم اسلام میں مدد فراہم کرنے والی زبانوں یعنی عربی، فارسی اور اردو کی ہر میدان علم سے فراغت کی حکمت عملی اپنائی گئی، ان زبانوں کی جگہ انگریزی زبان کے فروغ کے لئے بھرپور اقدامات کئے گئے۔ اسلام پر علمی حملوں کی راہ ہموار کی گئی، پیغمبر اسلام ﷺ پر علمی، سیاسی، سماجی، نفسیاتی، جذباتی اور ذاتی حوالوں سے اعتراضات اور الزامات کی بوچھاڑ کر دی گئی، قرآن مجید پر تعصب و نفرت پر مبنی تبصرے جاری کئے گئے، حدیث نبوی ﷺ کے متن اور اس کی تاریخ و تدوین کا مذاق اڑایا گیا، تصوف کو اسلامی روایت کے خلاف بغاوت قرار دیا گیا، معاندانہ مذہبی کتب کی اشاعت کے لئے تیز رفتار اقدامات کئے گئے، نظام تعلیم پر حملہ کیا گیا، اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کے تہذیب و تمدن کی تردید و مذمت کے لئے ہر حربہ استعمال کیا گیا۔ حکومت اور مسیحی پادریوں کی خواہش اور منصوبہ بندی یہ تھی کہ مسلمان اپنے مذہب سے بد دل اور متنفر ہو جائیں، دل برداشتہ ہو جائیں، اسلام ترک کر کے مسیحیت کو قبول کر لیں، اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از کم ان کے عقائد میں پختگی کا عنصر کمزور پڑ جائے، ان کی محبت رسول کی روش پر زد پڑے، وہ تشکیک و تذبذب کے اندھیروں میں گم ہو جائیں۔<sup>(۳)</sup> ان اقدامات نے برصغیر کے مذہبی، سیاسی اور سماجی ماحول کو نفرت و اشتعال کے حوالے کر دیا۔

مسیحیت کی ترویج و اشاعت کے لئے جو اقدامات کئے گئے ان کی حقیقت واضح کرنے اور زہریلے پروپیگنڈے کا جواب دینے کے لئے مسلم علماء نے جرأت مندانہ کردار ادا کیا، انہوں نے اس سرکاری روش اور الزاماتی ماحول کے مختلف پہلوؤں پر سنجیدگی سے غور و خوض کیا اور دفاع اسلام کے لئے متحرک و فعال کردار ادا کر کے تاریخ ساز نتائج

(۱) پروفیسر عصیم، ونسنٹ پلس، فن شخصیت نگاری، نرالی کتابیں، ونیس ہاؤسنگ سکیم، فیروز پور روڈ، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص: ۹۶

(۲) امداد صابری، فرنگیوں کا جال، فرید بک ڈپو، انڈیا، دہلی، ۲۰۰۶ء، ص: ۱۰۷-۱۳۰

(۳) امداد صابری، فرنگیوں کا جال، ص: ۱۳۹-۲۰۲

حاصل کئے۔ انہوں نے مسیحی پادریوں کے سیاسی مفادات اور ان کے مذہبی پس منظر سے عوام کو آگاہ کیا، پادریوں کی حکمت عملی کا مکمل تعاقب کیا، ان کی مذہبی کمزوریوں کو پوری علمی صلاحیت کے ساتھ طشت ازبام کیا، مسلم عوام میں مایوسی اور ناامیدی کے جذبات کو پیدا ہونے سے روکا اور ان میں اسلامی عقائد کے تحفظ کا جذبہ پیدا کیا، مسلمانوں کو اس قابل بنایا کہ وہ اسلامی تہذیب و تمدن کے احیاء پر اصرار کر سکیں، علمی میدان میں شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا گیا، ایسے مثال مذہبی ادب تخلیق کیا گیا جس سے مسیحی پادریوں کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کو دور کر دیا گیا، اس کے ساتھ ساتھ مسیحیت کے داخلی اختلافات اور علمی کمزوریوں کو واضح کیا گیا، مسیحی فکر میں موجود ان خامیوں کی نشاندہی کی گئی جنہوں نے مسیحیت کو اس کی اصل راہ سے دور لاکھڑا کیا تھا۔<sup>(۱)</sup> مسلم علماء نے مسیحی فکر کی تردید کے لئے سنجیدہ اسلوب اختیار کرتے ہوئے مضبوط دلائل پر مشتمل کتب تحریر کیں اور مسیحی پادریوں سے مناظرے کئے۔ اس ساری علمی و عملی جدوجہد کے نہایت مثبت اثرات برآمد ہوئے۔ دفاع اسلام کی اس متحرک اور جاندار حکمت عملی کے باوجود چند مسلمان اپنے ایمان کو قائم نہ رکھ سکے، انہوں نے اسلام کو خیر باد کہہ دیا اور مسیحیت کو قبول کر لیا۔ ان نو مسیحیوں میں مختلف علمی درجوں کے لوگ شامل تھے۔ ان میں کچھ اہل قلم بھی تھے جنہوں نے بعد ازاں ترویج مسیحیت کے لئے بھرپور کوششیں کیں۔ انہوں نے اپنے سابقہ مذہب یعنی اسلام پر بھی اعتراضات بیان کئے۔<sup>(۲)</sup> ان میں سے بعض حضرات نے اپنی تبدیلی مذہب کی کہانی کو کتابی شکل دیتے ہوئے ”آپ بیتی“ تحریر کر دی۔ بعض حضرات ایسے ہیں جن کی قبول مسیحیت کی روداد کو ان کی زندگی میں یا ان کے انتقال کر جانے کے بعد ”سوانح عمری“ کی شکل میں کسی دوسرے مصنف نے مدون کیا۔

برصغیر میں یورپی اقوام کی آمد خصوصاً برطانوی سامراج کا غلبہ عالم مسیحیت کا ایک سوچا سمجھا منصوبہ تھا۔ اسلام کے خلاف نفرت کو عام کرنا اور مسیحیت کی قبولیت کے لئے راہیں ہموار کرنا اس منصوبے کے اہداف میں خصوصی طور پر شامل تھا۔ مذہب کو تبدیل کرنے کی مہم کی تشہیر سرکاری سطح پر اسی لئے کی جا رہی تھی کہ سابقہ حکمرانوں کے مذہب کے نشانات کو مٹا دیا جائے، اسلام کو خیر باد کہنے والوں کی ستائش کی جا رہی تھی، مسیحیت قبول کرنے والوں کو اعزازات اور سہولیات سے نوازا جا رہا تھا۔ مسیحی حلقوں کے لئے اس حوصلہ افزاء ماحول نے اسلام چھوڑنے والوں کو یہ ہمت دی کہ وہ اسلام کے خلاف توہین آمیز لب و لہجہ اختیار کریں۔ ذیل میں نو مسیحی مصنفین کا تذکرہ کریں گے جنہوں نے اسلام ترک کر کے مسیحیت کی راہ اپنائی۔

پادری صفدر علی دھول پور (م ۱۸۹۹ء) آگرہ کے ایک مسلم گھرانے میں پیدا ہوئے ان کا سن پیدائش ۱۸۳۰ء

(۱) مہانی، سید آل حسن، کتاب الاستفسار، تحقیق: ڈاکٹر خالد محمود، دارالمعارف، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص: ۳۹۱

(۲) عماد الدین، پادری، واقعات عمادیہ، پنجاب ریلیجیئس بک سوسائٹی، لاہور، س، ن، ص: ۱۷؛ سلطان محمد پال، پادری، میں مسیحی

کیوں ہو گیا؟، پنجاب ریلیجیئس بک سوسائٹی، لاہور، س، ن، ص: ۶

ہے،<sup>(۱)</sup> بچپن میں والدین وفات پا گئے تھے، حالات کی ابتری کے باوجود انہوں نے تعلیم کے معاملہ میں خوب دلچسپی لی۔<sup>(۲)</sup> گورنمنٹ کالج آگرہ میں مسیحی اساتذہ سے روابط کے نتیجے میں مسیحیت کی طرف راغب ہوئے۔<sup>(۳)</sup> یہ اپنے دوست عماد الدین کے ہمراہ ایک مسلم عالم دین عبدالحمید سے ملے مگر مسیحیت سے رغبت میں کمی نہ آسکی، بعد ازاں ۱۸۶۵ء میں اسلام چھوڑ کر مسیحیت کو قبول کر لیا، مسیحی حلقوں میں نمایاں خدمات انجام دیں، فارسی و فلسفہ کے استاد رہے، ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے طور پر کام کیا۔ ”نیازنامہ“ ان کی وہ کتاب ہے جس میں انہوں نے تفصیل سے اپنی تبدیلی مذہب کی روداد کو قلم بند کیا۔ ان کی دیگر کتب میں ”غذائے روح“ اور ”دجال مسیح“ نمایاں ہیں۔<sup>(۴)</sup> انہوں نے اپنی منفرد آپ بیتی کو تمام مسلمانوں کے نام ایک کھلے خط کے طور پر تحریر کیا ہے، کتاب کے سرورق پر لکھا گیا ہے کہ یہ وہ خط عام ہے جس کو مولوی صفدر علی انسپکٹر مدارس جبل پور متوطن اکبر آباد نے بجواب خطوط اپنے احباب و آشنایان ممالک مغربی و مشرقی کے لکھا۔<sup>(۵)</sup> مصنف نے دوستوں کے خطوط کے جواب میں ۳۰۸ صفحات پر مشتمل ایک طویل تحریر تیار کی اور واضح کیا کہ کیوں اُس نے دین اسلام کو ترک کیا اُس کا دعویٰ ہے کہ دین محمدی یعنی اسلام کسی بھی صورت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے، مزید یہ کہ حضرت محمد ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں ہیں۔ اُس کا دعویٰ ہے کہ مسیحیت سچا دین ہے اور خدا کی طرف سے ہے، وہ کہتا ہے کہ ساری انسانیت کی نجات کا دار و مدار حضرت مسیح علیہ السلام پر ہے، وہی گناہ گاروں کی شفاعت کریں گے۔<sup>(۶)</sup> اُس نے بڑی تفصیل کے ساتھ بائبل کی صحت پر دلائل دیئے ہیں اور مسلمانوں کے ان دعوؤں کی تردید کی ہے کہ بائبل میں تحریف ہوئی ہے یا وہ منسوخ ہے۔ اسلام سے متعلق اس کے اشکالات کو درج ذیل نکات کی صورت میں واضح کیا جاتا ہے۔

۱۔ قرآن و حدیث نے کتاب مقدس کو اللہ تعالیٰ کا کلام قرار دیا ہے اور اس کی صداقت کی کامل شہادت دیتے ہیں مگر اسی کے مطالب و مقاصد کے برخلاف تعلیم بھی دیتے ہیں، لہذا کامل یقین ہے کہ قرآن کلام اللہ نہیں اور نہ حدیث خدا کی طرف سے الہام ہے۔<sup>(۷)</sup>

ب۔ کتاب مقدس کے محرف اور منسوخ ہونے کے بارے میں مسلمانوں کے دعوے غلط ہیں۔<sup>(۸)</sup>

(1) Khokhar ,Emanuel, Rev, *Who is Who (Missions among Muslims)*, ( South Korea: Yehyang Presbyterian, Church Seoul, 2006AD),180

(۲) یاد، یوسف مسیح، خدمت گزار سے دار بردار تک، مسیحی مشاہیر از گلفین جونز شرر، حصہ دوم، کرپچن رائٹرز گلڈ، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص: ۱۶۷

(۳) عماد الدین، پادری، واقعات عمادیہ، ص: ۴

(۴) یوسف مسیح یاد، خدمت گزار سے دار بردار تک، مسیحی مشاہیر، حصہ دوم، ص: ۱۶۷

(۵) صفدر علی، پادری، نیازنامہ، مشن پریس، الہ آباد، ۱۸۶۷ء، ص: ۱

(۶) ایضاً، ص: ۲-۶

(۷) ایضاً، ص: ۶-۸

(۸) ایضاً، ص: ۷۵-۷۷



مسلم علماء جب کتاب مقدس کی تحریف ثابت نہ کر سکے تو انہوں نے تحریف کے معنی ہی بدل دیئے اور ان باتوں کو تحریف بتلایا جن سے کوئی کتاب محرف نہیں ہوتی۔<sup>(۱)</sup>

پادری عماد الدین پانی پتی (م ۱۹۰۰ء) نے غیر ملکی پادری ہنری رابرٹ کلارک کے ہاتھ پر مسیحیت سے وفاداری کا عہد کیا، اُس وفاداری کو ثابت کرنے کے لئے اُس نے اسلام کے خلاف کتب و مقالات تحریر کرنے کا وسیع سلسلہ شروع کیا، اپنی قبول مسیحیت کی کہانی کو "واقعاتِ عمادیہ" کے نام سے تحریر کیا، برصغیر کے مذہبی ادب میں یہ مخاصمانہ نوعیت اور انتشار و اشتعال پر مبنی خصائص کی حامل آپ بیتی ہے۔ اسلام کو خیر باد کہہ کر حلقہٴ مسیحیت میں داخل ہونے والے معروف مسیحی مبلغ و مصنف پادری عماد الدین نے اس میں اپنی قبولیتِ مسیحیت کی روداد کو تحریر کیا ہے۔ مولوی کریم الدین اُن کے بڑے بھائی تھے اور دہلی کالج سے تعلیم یافتہ تھے، وہ آگرہ کالج میں تدریس کرتے تھے، عماد الدین نے وہیں اُن کی نگرانی اور رہنمائی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۵۷ء کے بعد مولوی کریم الدین پنجاب آگئے اور محکمہ تعلیم سے وابستہ ہو گئے، عماد الدین بھی اُن کے ساتھ لاہور آگئے۔ اسی جگہ انہیں میگن تاش ہیڈ ماسٹر نارمل اسکول لاہور سے ملنے کے مواقع میسر آئے۔ اُن سے عماد الدین نے بائبل کی تعلیم پائی۔ انہی دنوں صفدر علی نے مسیحیت قبول کر لی۔ یاد رہے کہ یہ صاحبِ قیام آگرہ کے زمانے میں عماد الدین کے دوست تھے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ۲۹ اپریل ۱۸۶۶ء کو عماد الدین نے پادری ہنری رابرٹ کلارک کے ہاتھ پر امرتسر میں مسیحیت کو قبول کر لیا۔<sup>(۲)</sup> قبولِ مسیحیت کے بعد اُس نے اسلام کی مخالفت اور مسیحیت کی حمایت میں کتب اور رسائل لکھے۔ عماد الدین کی کتب اُن ہدایات کا نتیجہ تھیں جو وہ مغربی دُنیا سے آئے ہوئے پادریوں سے حاصل کیا کرتے تھے۔ یوسف مسیح یاد جن کا تعلق مسیحیت سے ہے، وہ لکھتے ہیں:

”پادری رابرٹ کلارک کی طبیعت نے عماد الدین پر بڑا گہرا اثر ڈالا۔ وہ پادری صاحب کے

مغربی علماء کے خیالات کو مشرقی رنگ میں سپردِ قلم کرتے رہے۔“<sup>(۳)</sup>

یاد رہے کہ انہوں نے چھتیس برس کی عمر بطور مسلمان گزارنے کے بعد مسیحیت کو قبول کیا۔ عماد الدین کے بیان کے مطابق وہ بہت سے علمی و فکری اور روحانی مراحل سے گزرنے کے بعد مسیحی ہوئے۔ اسے اسلام سے متعلق تشکیک پیدا ہوئی، صوفیانہ تجربات سے گزرے، ترکِ دُنیا اور چلہ کشی کی راہ بھی اختیار کی، ایک مرحلہ ایسا آیا کہ تمام مذاہب سے بیزار ہو گئے اور مذہبی فکر و خیال کو بے مقصد سمجھتے رہے۔<sup>(۴)</sup> قبولِ مسیحیت کے بعد مسیحی حلقوں میں بڑے معروف ہوئے، اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کی تردید اور اہانت کے لئے طویل سلسلہٴ تصنیف اختیار کیا، عماد

(۱) صفدر علی، پادری، نیاز نامہ، ص: ۷۹-۸۱

(۲) اختر رانی، سید ناصر الدین ابوالمنصور دہلوی اور مسیحی۔ مسلم مناظر اُتی ادب، مجلہ: عالم اسلام اور عیسائیت، اسلام آباد، اگست ۱۹۹۲ء، ص: ۶

(۳) یوسف مسیح یاد، مسیحی مشاہیر، ۱/۹۶

(۴) عماد الدین، واقعاتِ عمادیہ، ص: ۱۱، ۱۰، ۵، ۴

الدین نے ستر سال عمر پائی اور ۱۹ اگست ۱۹۰۰ء کو امرتسر میں وفات پائی۔<sup>(۱)</sup>  
سفر نامہ کی طرز پر لکھی گئی آپ بیتی ”سفر دکن“ ہے جسے پادری جے علی بخش (م ۱۹۰۶ء) نے اگست-ستمبر ۱۹۰۳ء میں ترتیب دیا۔ یہ اُن خطبات کا مجموعہ ہے جو مصنف نے ترک اسلام اور قبولِ مسیحیت کے بعد مسلمانوں کے سامنے حیدرآباد دکن میں پیش کئے۔ اس کتاب میں مسلم مسیحی مناظروں کا تذکرہ بھی ہے۔ اسلامی عقائد و روایات کی تردید اور مسیحی فکر و فلسفہ کی تائید سے یہ کتاب عبارت ہے۔ گناہ، جبر و قدر، بشاراتِ محمدی ﷺ، فضیلتِ عیسیٰ علیہ السلام، کتب سماویہ کی حیثیت، کفارہ، تجسس، اور تثلیث کے بارے میں مسیحیوں کے موقف کی وضاحت ہی نہیں کی گئی بلکہ مسلمانوں کے موقف پر طرح طرح کے اعتراضات کئے گئے ہیں۔ مسلمانوں پر جبری تبلیغ اور بُزدلی کے الزامات لگائے گئے۔ کتاب کے ادبی و لسانی معیار کو بلند کرنے کے لئے کہیں کہیں اشعار کا سہارا بھی لیا گیا ہے۔<sup>(۲)</sup>

پادری سلطان محمد پال (م ۱۹۲۶ء) کو مسیحی حلقوں میں بڑی ستائش سے نوازا جاتا ہے، پال نے ”میں کیوں مسیحی ہو گیا“ کے نام سے وہ حالات لکھے جن میں وہ اسلام سے ناپٹ توڑ کر مسیحیت کے دامن گیر ہوا۔ پال نے گناہ اور نجات کے بارے میں اسلام اور مسیحیت کا مطالعہ کیا، اسلامی تصورات سے مطمئن نہ ہو سکا۔ قبولِ مسیحیت کر کے اسلام کے خلاف کتب تحریر کرنے کے سلسلے کا آغاز کیا۔ مذکورہ آپ بیتی اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔<sup>(۳)</sup> قبولِ مسیحیت کے بعد پال نے نہایت فعال مسیحی پادری کا کردار ادا کیا، مسیحیوں کے علمی حلقوں میں ان کی قدر و قیمت کا اندازہ ایس۔ کے۔ داس کے اس بیان سے بخوبی کیا جاسکتا ہے:

”پادری سلطان محمد پال کا نام آج بھی کلیساؤں میں نہایت عزت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ آپ مناظرہ، بحث و کلام کرنے میں بڑے فصیح و بلیغ شخصیت کے مالک تھے اور اس میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔“<sup>(۴)</sup>

ادب و افسانہ کے اعلیٰ معیار اور منفرد لسانی ذوق کی حامل آپ بیتی ”بشپ سبحان ایک صوفی کی داستانِ حیات“ ہے، اسے بشپ عبد السبحان (م ۱۹۳۲ء) نے تحریر کیا، مصنف عالمانہ اور صوفیانہ مزاج رکھنے والا مسلمان تھا، وہ مسیحی مشنری تعلیمی اداروں کے ماحول سے متاثر ہوا اور مسیحی ہو گیا۔ ترکِ اسلام کے بعد اُس نے مسلمانوں کے علوم و عقائد پر بڑے نازیبا حملے کئے، قرآنی آیات کی غلط تشریحات کرتا رہا، تصوف کی غیر اسلامی تعبیرات بیان کرتا رہا اور

(۱) امداد صابری، فرنگیوں کا جال، ص: ۲۲۳

(۲) جے علی بخش، پادری، سفر دکن، ص: ۸-۱، ۷-۸، ۱۰-۱۱، ۱۳-۱۴، ۱۶-۱۷، ۱۹-۲۰، ۲۲-۲۳، ۲۵-۲۶، ۲۸-۲۹، ۳۱-۳۲، ۳۴-۳۵، ۳۷-۳۸، ۴۰-۴۱، ۴۳-۴۴، ۴۶-۴۷، ۴۹-۵۰، ۵۲-۵۳، ۵۵-۵۶، ۵۸-۵۹، ۶۱-۶۲، ۶۴-۶۵، ۶۷-۶۸، ۷۰-۷۱، ۷۳-۷۴، ۷۶-۷۷، ۷۹-۸۰، ۸۲-۸۳، ۸۵-۸۶، ۸۸-۸۹، ۹۱-۹۲، ۹۴-۹۵، ۹۷-۹۸، ۱۰۰-۱۰۱، ۱۰۳-۱۰۴، ۱۰۶-۱۰۷، ۱۰۹-۱۱۰، ۱۱۲-۱۱۳، ۱۱۵-۱۱۶، ۱۱۸-۱۱۹، ۱۲۱-۱۲۲، ۱۲۴-۱۲۵، ۱۲۷-۱۲۸، ۱۳۰-۱۳۱، ۱۳۳-۱۳۴، ۱۳۶-۱۳۷، ۱۳۹-۱۴۰، ۱۴۲-۱۴۳، ۱۴۵-۱۴۶، ۱۴۸-۱۴۹، ۱۵۱-۱۵۲، ۱۵۴-۱۵۵، ۱۵۷-۱۵۸، ۱۶۰-۱۶۱، ۱۶۳-۱۶۴، ۱۶۶-۱۶۷، ۱۶۹-۱۷۰، ۱۷۲-۱۷۳، ۱۷۵-۱۷۶، ۱۷۸-۱۷۹، ۱۸۱-۱۸۲، ۱۸۴-۱۸۵، ۱۸۷-۱۸۸، ۱۹۰-۱۹۱، ۱۹۳-۱۹۴، ۱۹۶-۱۹۷، ۱۹۹-۲۰۰، ۲۰۲-۲۰۳، ۲۰۵-۲۰۶، ۲۰۸-۲۰۹، ۲۱۱-۲۱۲، ۲۱۴-۲۱۵، ۲۱۷-۲۱۸، ۲۲۰-۲۲۱، ۲۲۳-۲۲۴، ۲۲۶-۲۲۷، ۲۲۹-۲۳۰، ۲۳۲-۲۳۳، ۲۳۵-۲۳۶، ۲۳۸-۲۳۹، ۲۴۱-۲۴۲، ۲۴۴-۲۴۵، ۲۴۷-۲۴۸، ۲۵۰-۲۵۱، ۲۵۳-۲۵۴، ۲۵۶-۲۵۷، ۲۵۹-۲۶۰، ۲۶۲-۲۶۳، ۲۶۵-۲۶۶، ۲۶۸-۲۶۹، ۲۷۱-۲۷۲، ۲۷۴-۲۷۵، ۲۷۷-۲۷۸، ۲۸۰-۲۸۱، ۲۸۳-۲۸۴، ۲۸۶-۲۸۷، ۲۸۹-۲۹۰، ۲۹۲-۲۹۳، ۲۹۵-۲۹۶، ۲۹۸-۲۹۹، ۳۰۱-۳۰۲، ۳۰۴-۳۰۵، ۳۰۷-۳۰۸، ۳۱۰-۳۱۱، ۳۱۳-۳۱۴، ۳۱۶-۳۱۷، ۳۱۹-۳۲۰، ۳۲۲-۳۲۳، ۳۲۵-۳۲۶، ۳۲۸-۳۲۹، ۳۳۱-۳۳۲، ۳۳۴-۳۳۵، ۳۳۷-۳۳۸، ۳۴۰-۳۴۱، ۳۴۳-۳۴۴، ۳۴۶-۳۴۷، ۳۴۹-۳۵۰، ۳۵۲-۳۵۳، ۳۵۵-۳۵۶، ۳۵۸-۳۵۹، ۳۶۱-۳۶۲، ۳۶۴-۳۶۵، ۳۶۷-۳۶۸، ۳۷۰-۳۷۱، ۳۷۳-۳۷۴، ۳۷۶-۳۷۷، ۳۷۹-۳۸۰، ۳۸۲-۳۸۳، ۳۸۵-۳۸۶، ۳۸۸-۳۸۹، ۳۹۱-۳۹۲، ۳۹۴-۳۹۵، ۳۹۷-۳۹۸، ۴۰۰-۴۰۱، ۴۰۳-۴۰۴، ۴۰۶-۴۰۷، ۴۰۹-۴۱۰، ۴۱۲-۴۱۳، ۴۱۵-۴۱۶، ۴۱۸-۴۱۹، ۴۲۱-۴۲۲، ۴۲۴-۴۲۵، ۴۲۷-۴۲۸، ۴۳۰-۴۳۱، ۴۳۳-۴۳۴، ۴۳۶-۴۳۷، ۴۳۹-۴۴۰، ۴۴۲-۴۴۳، ۴۴۵-۴۴۶، ۴۴۸-۴۴۹، ۴۵۱-۴۵۲، ۴۵۴-۴۵۵، ۴۵۷-۴۵۸، ۴۶۰-۴۶۱، ۴۶۳-۴۶۴، ۴۶۶-۴۶۷، ۴۶۹-۴۷۰، ۴۷۲-۴۷۳، ۴۷۵-۴۷۶، ۴۷۸-۴۷۹، ۴۸۱-۴۸۲، ۴۸۴-۴۸۵، ۴۸۷-۴۸۸، ۴۹۰-۴۹۱، ۴۹۳-۴۹۴، ۴۹۶-۴۹۷، ۴۹۹-۵۰۰، ۵۰۲-۵۰۳، ۵۰۵-۵۰۶، ۵۰۸-۵۰۹، ۵۱۱-۵۱۲، ۵۱۴-۵۱۵، ۵۱۷-۵۱۸، ۵۲۰-۵۲۱، ۵۲۳-۵۲۴، ۵۲۶-۵۲۷، ۵۲۹-۵۳۰، ۵۳۲-۵۳۳، ۵۳۵-۵۳۶، ۵۳۸-۵۳۹، ۵۴۱-۵۴۲، ۵۴۴-۵۴۵، ۵۴۷-۵۴۸، ۵۵۰-۵۵۱، ۵۵۳-۵۵۴، ۵۵۶-۵۵۷، ۵۵۹-۵۶۰، ۵۶۲-۵۶۳، ۵۶۵-۵۶۶، ۵۶۸-۵۶۹، ۵۷۱-۵۷۲، ۵۷۴-۵۷۵، ۵۷۷-۵۷۸، ۵۸۰-۵۸۱، ۵۸۳-۵۸۴، ۵۸۶-۵۸۷، ۵۸۹-۵۹۰، ۵۹۲-۵۹۳، ۵۹۵-۵۹۶، ۵۹۸-۵۹۹، ۶۰۱-۶۰۲، ۶۰۴-۶۰۵، ۶۰۷-۶۰۸، ۶۱۰-۶۱۱، ۶۱۳-۶۱۴، ۶۱۶-۶۱۷، ۶۱۹-۶۲۰، ۶۲۲-۶۲۳، ۶۲۵-۶۲۶، ۶۲۸-۶۲۹، ۶۳۱-۶۳۲، ۶۳۴-۶۳۵، ۶۳۷-۶۳۸، ۶۴۰-۶۴۱، ۶۴۳-۶۴۴، ۶۴۶-۶۴۷، ۶۴۹-۶۵۰، ۶۵۲-۶۵۳، ۶۵۵-۶۵۶، ۶۵۸-۶۵۹، ۶۶۱-۶۶۲، ۶۶۴-۶۶۵، ۶۶۷-۶۶۸، ۶۶۹-۶۷۰، ۶۷۲-۶۷۳، ۶۷۵-۶۷۶، ۶۷۸-۶۷۹، ۶۸۱-۶۸۲، ۶۸۴-۶۸۵، ۶۸۷-۶۸۸، ۶۹۰-۶۹۱، ۶۹۳-۶۹۴، ۶۹۶-۶۹۷، ۶۹۹-۷۰۰، ۷۰۲-۷۰۳، ۷۰۵-۷۰۶، ۷۰۸-۷۰۹، ۷۱۱-۷۱۲، ۷۱۴-۷۱۵، ۷۱۷-۷۱۸، ۷۲۰-۷۲۱، ۷۲۳-۷۲۴، ۷۲۶-۷۲۷، ۷۲۹-۷۳۰، ۷۳۲-۷۳۳، ۷۳۵-۷۳۶، ۷۳۸-۷۳۹، ۷۴۱-۷۴۲، ۷۴۴-۷۴۵، ۷۴۷-۷۴۸، ۷۵۰-۷۵۱، ۷۵۳-۷۵۴، ۷۵۶-۷۵۷، ۷۵۹-۷۶۰، ۷۶۲-۷۶۳، ۷۶۵-۷۶۶، ۷۶۸-۷۶۹، ۷۷۱-۷۷۲، ۷۷۴-۷۷۵، ۷۷۷-۷۷۸، ۷۸۰-۷۸۱، ۷۸۳-۷۸۴، ۷۸۶-۷۸۷، ۷۸۹-۷۹۰، ۷۹۲-۷۹۳، ۷۹۵-۷۹۶، ۷۹۸-۷۹۹، ۸۰۱-۸۰۲، ۸۰۴-۸۰۵، ۸۰۷-۸۰۸، ۸۱۰-۸۱۱، ۸۱۳-۸۱۴، ۸۱۶-۸۱۷، ۸۱۹-۸۲۰، ۸۲۲-۸۲۳، ۸۲۵-۸۲۶، ۸۲۸-۸۲۹، ۸۳۱-۸۳۲، ۸۳۴-۸۳۵، ۸۳۷-۸۳۸، ۸۴۰-۸۴۱، ۸۴۳-۸۴۴، ۸۴۶-۸۴۷، ۸۴۹-۸۵۰، ۸۵۲-۸۵۳، ۸۵۵-۸۵۶، ۸۵۸-۸۵۹، ۸۶۱-۸۶۲، ۸۶۴-۸۶۵، ۸۶۷-۸۶۸، ۸۶۹-۸۷۰، ۸۷۲-۸۷۳، ۸۷۵-۸۷۶، ۸۷۸-۸۷۹، ۸۸۱-۸۸۲، ۸۸۴-۸۸۵، ۸۸۷-۸۸۸، ۸۹۰-۸۹۱، ۸۹۳-۸۹۴، ۸۹۶-۸۹۷، ۸۹۹-۹۰۰، ۹۰۲-۹۰۳، ۹۰۵-۹۰۶، ۹۰۸-۹۰۹، ۹۱۱-۹۱۲، ۹۱۴-۹۱۵، ۹۱۷-۹۱۸، ۹۲۰-۹۲۱، ۹۲۳-۹۲۴، ۹۲۶-۹۲۷، ۹۲۹-۹۳۰، ۹۳۲-۹۳۳، ۹۳۵-۹۳۶، ۹۳۸-۹۳۹، ۹۴۱-۹۴۲، ۹۴۴-۹۴۵، ۹۴۷-۹۴۸، ۹۵۰-۹۵۱، ۹۵۳-۹۵۴، ۹۵۶-۹۵۷، ۹۵۹-۹۶۰، ۹۶۲-۹۶۳، ۹۶۵-۹۶۶، ۹۶۸-۹۶۹، ۹۷۱-۹۷۲، ۹۷۴-۹۷۵، ۹۷۷-۹۷۸، ۹۸۰-۹۸۱، ۹۸۳-۹۸۴، ۹۸۶-۹۸۷، ۹۸۹-۹۹۰، ۹۹۲-۹۹۳، ۹۹۵-۹۹۶، ۹۹۸-۹۹۹، ۱۰۰۱-۱۰۰۲، ۱۰۰۴-۱۰۰۵، ۱۰۰۷-۱۰۰۸، ۱۰۱۰-۱۰۱۱، ۱۰۱۳-۱۰۱۴، ۱۰۱۶-۱۰۱۷، ۱۰۱۹-۱۰۲۰، ۱۰۲۲-۱۰۲۳، ۱۰۲۵-۱۰۲۶، ۱۰۲۸-۱۰۲۹، ۱۰۳۱-۱۰۳۲، ۱۰۳۴-۱۰۳۵، ۱۰۳۷-۱۰۳۸، ۱۰۴۰-۱۰۴۱، ۱۰۴۳-۱۰۴۴، ۱۰۴۶-۱۰۴۷، ۱۰۴۹-۱۰۵۰، ۱۰۵۲-۱۰۵۳، ۱۰۵۵-۱۰۵۶، ۱۰۵۸-۱۰۵۹، ۱۰۶۱-۱۰۶۲، ۱۰۶۴-۱۰۶۵، ۱۰۶۷-۱۰۶۸، ۱۰۶۹-۱۰۷۰، ۱۰۷۲-۱۰۷۳، ۱۰۷۵-۱۰۷۶، ۱۰۷۸-۱۰۷۹، ۱۰۸۱-۱۰۸۲، ۱۰۸۴-۱۰۸۵، ۱۰۸۷-۱۰۸۸، ۱۰۹۰-۱۰۹۱، ۱۰۹۳-۱۰۹۴، ۱۰۹۶-۱۰۹۷، ۱۰۹۹-۱۱۰۰، ۱۱۰۲-۱۱۰۳، ۱۱۰۵-۱۱۰۶، ۱۱۰۸-۱۱۰۹، ۱۱۱۱-۱۱۱۲، ۱۱۱۴-۱۱۱۵، ۱۱۱۷-۱۱۱۸، ۱۱۲۰-۱۱۲۱، ۱۱۲۳-۱۱۲۴، ۱۱۲۶-۱۱۲۷، ۱۱۲۸-۱۱۲۹، ۱۱۳۱-۱۱۳۲، ۱۱۳۴-۱۱۳۵، ۱۱۳۷-۱۱۳۸، ۱۱۴۰-۱۱۴۱، ۱۱۴۳-۱۱۴۴، ۱۱۴۶-۱۱۴۷، ۱۱۴۹-۱۱۵۰، ۱۱۵۲-۱۱۵۳، ۱۱۵۵-۱۱۵۶، ۱۱۵۸-۱۱۵۹، ۱۱۶۱-۱۱۶۲، ۱۱۶۴-۱۱۶۵، ۱۱۶۷-۱۱۶۸، ۱۱۶۹-۱۱۷۰، ۱۱۷۲-۱۱۷۳، ۱۱۷۵-۱۱۷۶، ۱۱۷۸-۱۱۷۹، ۱۱۸۱-۱۱۸۲، ۱۱۸۴-۱۱۸۵، ۱۱۸۷-۱۱۸۸، ۱۱۹۰-۱۱۹۱، ۱۱۹۳-۱۱۹۴، ۱۱۹۶-۱۱۹۷، ۱۱۹۹-۱۲۰۰، ۱۲۰۲-۱۲۰۳، ۱۲۰۵-۱۲۰۶، ۱۲۰۸-۱۲۰۹، ۱۲۱۱-۱۲۱۲، ۱۲۱۴-۱۲۱۵، ۱۲۱۷-۱۲۱۸، ۱۲۲۰-۱۲۲۱، ۱۲۲۳-۱۲۲۴، ۱۲۲۶-۱۲۲۷، ۱۲۲۸-۱۲۲۹، ۱۲۳۱-۱۲۳۲، ۱۲۳۴-۱۲۳۵، ۱۲۳۷-۱۲۳۸، ۱۲۴۰-۱۲۴۱، ۱۲۴۳-۱۲۴۴، ۱۲۴۶-۱۲۴۷، ۱۲۴۹-۱۲۵۰، ۱۲۵۲-۱۲۵۳، ۱۲۵۵-۱۲۵۶، ۱۲۵۸-۱۲۵۹، ۱۲۶۱-۱۲۶۲، ۱۲۶۴-۱۲۶۵، ۱۲۶۷-۱۲۶۸، ۱۲۶۹-۱۲۷۰، ۱۲۷۲-۱۲۷۳، ۱۲۷۵-۱۲۷۶، ۱۲۷۸-۱۲۷۹، ۱۲۸۱-۱۲۸۲، ۱۲۸۴-۱۲۸۵، ۱۲۸۷-۱۲۸۸، ۱۲۹۰-۱۲۹۱، ۱۲۹۳-۱۲۹۴، ۱۲۹۶-۱۲۹۷، ۱۲۹۹-۱۳۰۰، ۱۳۰۲-۱۳۰۳، ۱۳۰۵-۱۳۰۶، ۱۳۰۸-۱۳۰۹، ۱۳۱۱-۱۳۱۲، ۱۳۱۴-۱۳۱۵، ۱۳۱۷-۱۳۱۸، ۱۳۲۰-۱۳۲۱، ۱۳۲۳-۱۳۲۴، ۱۳۲۶-۱۳۲۷، ۱۳۲۸-۱۳۲۹، ۱۳۳۱-۱۳۳۲، ۱۳۳۴-۱۳۳۵، ۱۳۳۷-۱۳۳۸، ۱۳۴۰-۱۳۴۱، ۱۳۴۳-۱۳۴۴، ۱۳۴۶-۱۳۴۷، ۱۳۴۹-۱۳۵۰، ۱۳۵۲-۱۳۵۳، ۱۳۵۵-۱۳۵۶، ۱۳۵۸-۱۳۵۹، ۱۳۶۱-۱۳۶۲، ۱۳۶۴-۱۳۶۵، ۱۳۶۷-۱۳۶۸، ۱۳۶۹-۱۳۷۰، ۱۳۷۲-۱۳۷۳، ۱۳۷۵-۱۳۷۶، ۱۳۷۸-۱۳۷۹، ۱۳۸۱-۱۳۸۲، ۱۳۸۴-۱۳۸۵، ۱۳۸۷-۱۳۸۸، ۱۳۹۰-۱۳۹۱، ۱۳۹۳-۱۳۹۴، ۱۳۹۶-۱۳۹۷، ۱۳۹۹-۱۴۰۰، ۱۴۰۲-۱۴۰۳، ۱۴۰۵-۱۴۰۶، ۱۴۰۸-۱۴۰۹، ۱۴۱۱-۱۴۱۲، ۱۴۱۴-۱۴۱۵، ۱۴۱۷-۱۴۱۸، ۱۴۲۰-۱۴۲۱، ۱۴۲۳-۱۴۲۴، ۱۴۲۶-۱۴۲۷، ۱۴۲۸-۱۴۲۹، ۱۴۳۱-۱۴۳۲، ۱۴۳۴-۱۴۳۵، ۱۴۳۷-۱۴۳۸، ۱۴۴۰-۱۴۴۱، ۱۴۴۳-۱۴۴۴، ۱۴۴۶-۱۴۴۷، ۱۴۴۹-۱۴۵۰، ۱۴۵۲-۱۴۵۳، ۱۴۵۵-۱۴۵۶، ۱۴۵۸-۱۴۵۹، ۱۴۶۱-۱۴۶۲، ۱۴۶۴-۱۴۶۵، ۱۴۶۷-۱۴۶۸، ۱۴۶۹-۱۴۷۰، ۱۴۷۲-۱۴۷۳، ۱۴۷۵-۱۴۷۶، ۱۴۷۸-۱۴۷۹، ۱۴۸۱-۱۴۸۲، ۱۴۸۴-۱۴۸۵، ۱۴۸۷-۱۴۸۸، ۱۴۹۰-۱۴۹۱، ۱۴۹۳-۱۴۹۴، ۱۴۹۶-۱۴۹۷، ۱۴۹۹-۱۵۰۰، ۱۵۰۲-۱۵۰۳، ۱۵۰۵-۱۵۰۶، ۱۵۰۸-۱۵۰۹، ۱۵۱۱-۱۵۱۲، ۱۵۱۴-۱۵۱۵، ۱۵۱۷-۱۵۱۸، ۱۵۲۰-۱۵۲۱، ۱۵۲۳-۱۵۲۴، ۱۵۲۶-۱۵۲۷، ۱۵۲۸-۱۵۲۹، ۱۵۳۱-۱۵۳۲، ۱۵۳۴-۱۵۳۵، ۱۵۳۷-۱۵۳۸، ۱۵۴۰-۱۵۴۱، ۱۵۴۳-۱۵۴۴، ۱۵۴۶-۱۵۴۷، ۱۵۴۹-۱۵۵۰، ۱۵۵۲-۱۵۵۳، ۱۵۵۵-۱۵۵۶، ۱۵۵۸-۱۵۵۹، ۱۵۶۱-۱۵۶۲، ۱۵۶۴-۱۵۶۵، ۱۵۶۷-۱۵۶۸، ۱۵۶۹-۱۵۷۰، ۱۵۷۲-۱۵۷۳، ۱۵۷۵-۱۵۷۶، ۱۵۷۸-۱۵۷۹، ۱۵۸۱-۱۵۸۲، ۱۵۸۴-۱۵۸۵، ۱۵۸۷-۱۵۸۸، ۱۵۹۰-۱۵۹۱، ۱۵۹۳-۱۵۹۴، ۱۵۹۶-۱۵۹۷، ۱۵۹۹-۱۶۰۰، ۱۶۰۲-۱۶۰۳، ۱۶۰۵-۱۶۰۶، ۱۶۰۸-۱۶۰۹، ۱۶۱۱-۱۶۱۲، ۱۶۱۴-۱۶۱۵، ۱۶۱۷-۱۶۱۸، ۱۶۲۰-۱۶۲۱، ۱۶۲۳-۱۶۲۴، ۱۶۲۶-۱۶۲۷، ۱۶۲۸-۱۶۲۹، ۱۶۳۱-۱۶۳۲، ۱۶۳۴-۱۶۳۵، ۱۶۳۷-۱۶۳۸، ۱۶۴۰-۱۶۴۱، ۱۶۴۳-۱۶۴۴، ۱۶۴۶-۱۶۴۷، ۱۶۴۹-۱۶۵۰، ۱۶۵۲-۱۶۵۳، ۱۶۵۵-۱۶۵۶، ۱۶۵۸-۱۶۵۹، ۱۶۶۱-۱۶۶۲، ۱۶۶۴-۱۶۶۵، ۱۶۶۷-۱۶۶۸، ۱۶۶۹-۱۶۷۰، ۱۶۷۲-۱۶۷۳، ۱۶۷۵-۱۶۷۶، ۱۶۷۸-۱۶۷۹، ۱۶۸۱-۱۶۸۲، ۱۶۸۴-۱۶۸۵، ۱۶۸۷-۱۶۸۸، ۱۶۹۰-۱۶۹۱، ۱۶۹۳-۱۶۹۴، ۱۶۹۶-۱۶۹۷، ۱۶۹۹-۱۷۰۰، ۱۷۰۲-۱۷۰۳، ۱۷۰۵-۱۷۰۶، ۱۷۰۸-۱۷۰۹، ۱۷۱۱-۱۷۱۲، ۱۷۱۴-۱۷۱۵، ۱۷۱۷-۱۷۱۸، ۱۷۲۰-۱۷۲۱، ۱۷۲۳-۱۷۲۴، ۱۷۲۶-۱۷۲۷، ۱۷۲۸-۱۷۲۹، ۱۷۳۱-۱۷۳۲، ۱۷۳۴-۱۷۳۵، ۱۷۳۷-۱۷۳۸، ۱۷۴۰-۱۷۴۱، ۱۷۴۳-۱۷۴۴، ۱۷۴۶-۱۷۴۷، ۱۷۴۹-۱۷۵۰، ۱۷۵۲-۱۷۵۳، ۱۷۵۵-۱۷۵۶، ۱۷۵۸-۱۷۵۹، ۱۷۶۱-۱۷۶۲، ۱۷۶۴-۱۷۶۵، ۱۷۶۷-۱۷۶۸، ۱۷۶۹-۱۷۷۰، ۱۷۷۲-۱۷۷۳، ۱۷۷۵-۱۷۷۶، ۱۷۷۸-۱۷۷۹، ۱۷۸۱-۱۷۸۲، ۱۷۸۴-۱۷۸۵، ۱۷۸۷-۱۷۸۸، ۱۷۹۰-۱۷۹۱، ۱۷۹۳-۱۷۹۴، ۱۷۹۶-۱۷۹۷، ۱۷۹۹-۱۸۰۰، ۱۸۰۲-۱۸۰۳، ۱۸۰۵-۱۸۰۶، ۱۸۰۸-۱۸۰۹، ۱۸۱۱-۱۸۱۲، ۱۸۱۴-۱۸۱۵، ۱۸۱۷-۱۸۱۸، ۱۸۲۰-۱۸۲۱، ۱۸۲۳-۱۸۲۴، ۱۸۲۶-۱۸۲۷، ۱۸۲۸-۱۸۲۹، ۱۸۳۱-۱۸۳۲، ۱۸۳۴-۱۸۳۵، ۱۸۳۷-۱۸۳۸، ۱۸۴۰-۱۸۴۱، ۱۸۴۳-۱۸۴۴، ۱۸۴۶-۱۸۴۷، ۱۸۴۹-۱۸۵۰، ۱۸۵۲-۱۸۵۳، ۱۸۵۵-۱۸۵۶، ۱۸۵۸-۱۸۵۹، ۱۸۶۱-۱۸۶۲، ۱۸۶۴-۱۸۶۵، ۱۸۶۷-۱۸۶۸، ۱۸۶۹-۱۸۷۰، ۱۸۷۲-۱۸۷۳، ۱۸۷۵-۱۸۷۶، ۱۸۷۸-۱۸۷۹، ۱۸۸۱-۱۸۸۲، ۱۸۸۴-۱۸۸۵، ۱۸۸۷-۱۸۸۸، ۱۸۹۰-۱۸۹۱، ۱۸۹۳-۱۸۹۴، ۱۸۹۶-۱۸۹۷، ۱۸۹۹-۱۹۰۰، ۱۹۰۲-۱۹۰۳، ۱۹۰۵-۱۹۰۶، ۱۹۰۸-۱۹۰۹، ۱۹۱۱-۱۹۱۲، ۱۹۱۴-۱۹۱۵، ۱۹۱۷-۱۹۱۸، ۱۹۲۰-۱۹۲۱، ۱۹۲۳-۱۹۲۴، ۱۹۲۶-۱۹۲۷، ۱۹۲۸-۱۹۲۹، ۱۹۳۱-۱۹۳۲، ۱۹۳۴-۱۹۳۵، ۱۹۳۷-۱۹۳۸، ۱۹۴۰-۱۹۴۱، ۱۹۴۳-۱۹۴۴، ۱۹۴۶-۱۹۴۷، ۱۹۴۹-۱۹۵۰، ۱۹۵۲-۱۹۵۳، ۱۹۵۵-۱۹۵۶، ۱۹۵۸-۱۹۵۹، ۱۹۶۱-۱۹۶۲، ۱۹۶۴-۱۹۶۵، ۱۹۶۷-۱۹۶۸، ۱۹۶۹-۱۹۷۰، ۱۹۷۲-۱۹۷۳، ۱۹۷۵-۱۹۷۶، ۱

اسلام کی غیر حقیقی تصویر پیش کرتا رہا۔<sup>(۱)</sup> پادری امیر اللہ علوی (م ۱۹۶۴ء) نے ترکِ اسلام اور قبولِ مسیحیت کے اسباب کو بیان کرنے کے لئے ”میں زندہ مسیح کے قدموں میں کس طرح پہنچا“ کے نام سے مختصر تحریر پیش کی، اُس کا تعلق صوفیاء کے خاندان سے تھا مگر اُس نے مسلم تصوف کو بے کار اور بے نتیجہ ظاہر کیا، اُس نے لکھا کہ اطمینانِ قلب محض مسیحیت کی قبولیت میں ہے۔<sup>(۲)</sup> یہ چھ صفحات پر مشتمل آپ بیتی ہے جس میں مصنف نے اپنے خاندانی پس منظر، احساسِ یتیمی، مشنری سکولوں میں ابتدائی تعلیم و تربیت، اپنے خاندان کا صوفیانہ سلسلہ سے وابستہ ہونا، مشنری ہسپتال میں بیوی کے علاج، مسیحی پادریوں سے ملاقاتوں اور قبولِ مسیحیت پر اظہارِ اطمینان کو بحث کے موضوعات بنایا ہے۔

پادری برکت اللہ (م ۱۹۷۲ء) نے ”کربلا سے کلوری تک“ میں اپنے حالاتِ تحریر کئے۔ وہ شیعہ مسلمان گھرانے سے تھا، قبولِ مسیحیت کے بعد اُس نے بیس سے زائد کتب تحریر کیں۔ اسلام کے خلاف معاندانہ روش اختیار کی، اپنی آپ بیتی میں اُس نے مسیحی مبشرین کی انسانیت نوازی کی تعریف کی، انجیل کو معتبر قرار دیا، الوہیت مسیح پر دلائل دیئے، کفارہ کی حمایت پر اصرار کیا اور تثلیث کو درست عقیدہ قرار دیا۔ اُس نے ظاہر کیا کہ پورے فہم و شعور کو استعمال میں لا کر اُس نے اسلام چھوڑنے کا فیصلہ کیا اور حصولِ نجات کی خاطر اُس نے مسیحیت کو قبول کر لیا۔<sup>(۳)</sup> اسلام چھوڑ کر مسیحیت قبول کرنے والے اہل قلم میں ایک اہم نام پادری عبدالحق (م ۱۹۸۰ء) کا ہے۔ عبدالحق نے ”میرے مسیحی ہونے کی حقیقت“ کے نام سے ایک مختصر آپ بیتی لکھی۔ وہ ادب و فلسفہ میں ماہر تھانیز اردو، فارسی اور عربی سے اچھا شغف رکھتا تھا، مسلمانوں کے خلاف کتب تحریر کرتا رہا اور مناظرے کرتا رہا، اس نے ترکِ اسلام کے جو اسباب تحریر کئے اُن میں نجات، توحید اور بائبل کی تحریف سے متعلق مسلمانوں کے عقائد و نظریات ہیں۔<sup>(۴)</sup>

ڈاکٹر ابراہیم دیشکھ (م ۱۹۸۲ء) نے مسیحی ہونے کے تیس سال بعد ”جستجوئے حق“ لکھی، وہ مسیحی دوستوں کے توجہ دلانے پر مسیحیت کی جانب راغب ہوا، اُسے قصصِ قرآن سے متعلق اشکالات کا سامنا کرنا پڑا، تحریفِ بائبل کے بارے میں اُس موقف کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جو مسیحیوں کی بابت مسلمان بیان کرتے ہیں۔ بائبل کا مطالعہ شروع کیا، قرآن اور بائبل کے الفاظ و تصورات کے اختلاف کو دیکھ کر اعتراضات شروع کر دیئے۔ جمع و تدوین قرآن، قرآنی تصورِ ناسخ و منسوخ اور نزولِ قرآن کے مراحل سے متعلق اسلامی عقائد و روایات سے غیر مطمئن تھا۔ حدیث کی شرعی قدر و حیثیت پر بھی اس کے ذہن میں بہت سے سوالات نے جنم لیا۔ بالآخر اسلام چھوڑ دیا اور مسیحی ہو گیا۔ اُس کا اندازِ تحریر متاثر کن ہے۔<sup>(۵)</sup> اسلام سے

(۱) عبد السبحان، بشپ سبحان، ایک صوفی کی داستانِ حیات، مسیحی اشاعت خانہ، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص: ۱-۹۹

(۲) امیر اللہ علوی، میں زندہ مسیح کے قدموں میں کس طرح پہنچا، ص: ۶-۱۰، ۱۰-۱۱، ۱۱-۱۲، ۱۲-۱۳، ۱۳-۱۴، ۱۴-۱۵، ۱۵-۱۶، ۱۶-۱۷، ۱۷-۱۸، ۱۸-۱۹، ۱۹-۲۰، ۲۰-۲۱، ۲۱-۲۲، ۲۲-۲۳، ۲۳-۲۴، ۲۴-۲۵، ۲۵-۲۶، ۲۶-۲۷، ۲۷-۲۸، ۲۸-۲۹، ۲۹-۳۰، ۳۰-۳۱، ۳۱-۳۲، ۳۲-۳۳، ۳۳-۳۴، ۳۴-۳۵، ۳۵-۳۶، ۳۶-۳۷، ۳۷-۳۸، ۳۸-۳۹، ۳۹-۴۰، ۴۰-۴۱، ۴۱-۴۲، ۴۲-۴۳، ۴۳-۴۴، ۴۴-۴۵، ۴۵-۴۶، ۴۶-۴۷، ۴۷-۴۸، ۴۸-۴۹، ۴۹-۵۰، ۵۰-۵۱، ۵۱-۵۲، ۵۲-۵۳، ۵۳-۵۴، ۵۴-۵۵، ۵۵-۵۶، ۵۶-۵۷، ۵۷-۵۸، ۵۸-۵۹، ۵۹-۶۰، ۶۰-۶۱، ۶۱-۶۲، ۶۲-۶۳، ۶۳-۶۴، ۶۴-۶۵، ۶۵-۶۶، ۶۶-۶۷، ۶۷-۶۸، ۶۸-۶۹، ۶۹-۷۰، ۷۰-۷۱، ۷۱-۷۲، ۷۲-۷۳، ۷۳-۷۴، ۷۴-۷۵، ۷۵-۷۶، ۷۶-۷۷، ۷۷-۷۸، ۷۸-۷۹، ۷۹-۸۰، ۸۰-۸۱، ۸۱-۸۲، ۸۲-۸۳، ۸۳-۸۴، ۸۴-۸۵، ۸۵-۸۶، ۸۶-۸۷، ۸۷-۸۸، ۸۸-۸۹، ۸۹-۹۰، ۹۰-۹۱، ۹۱-۹۲، ۹۲-۹۳، ۹۳-۹۴، ۹۴-۹۵، ۹۵-۹۶، ۹۶-۹۷، ۹۷-۹۸، ۹۸-۹۹، ۹۹-۱۰۰، ۱۰۰-۱۰۱، ۱۰۱-۱۰۲، ۱۰۲-۱۰۳، ۱۰۳-۱۰۴، ۱۰۴-۱۰۵، ۱۰۵-۱۰۶، ۱۰۶-۱۰۷، ۱۰۷-۱۰۸، ۱۰۸-۱۰۹، ۱۰۹-۱۱۰، ۱۱۰-۱۱۱، ۱۱۱-۱۱۲، ۱۱۲-۱۱۳، ۱۱۳-۱۱۴، ۱۱۴-۱۱۵، ۱۱۵-۱۱۶، ۱۱۶-۱۱۷، ۱۱۷-۱۱۸، ۱۱۸-۱۱۹، ۱۱۹-۱۲۰، ۱۲۰-۱۲۱، ۱۲۱-۱۲۲، ۱۲۲-۱۲۳، ۱۲۳-۱۲۴، ۱۲۴-۱۲۵، ۱۲۵-۱۲۶، ۱۲۶-۱۲۷، ۱۲۷-۱۲۸، ۱۲۸-۱۲۹، ۱۲۹-۱۳۰، ۱۳۰-۱۳۱، ۱۳۱-۱۳۲، ۱۳۲-۱۳۳، ۱۳۳-۱۳۴، ۱۳۴-۱۳۵، ۱۳۵-۱۳۶، ۱۳۶-۱۳۷، ۱۳۷-۱۳۸، ۱۳۸-۱۳۹، ۱۳۹-۱۴۰، ۱۴۰-۱۴۱، ۱۴۱-۱۴۲، ۱۴۲-۱۴۳، ۱۴۳-۱۴۴، ۱۴۴-۱۴۵، ۱۴۵-۱۴۶، ۱۴۶-۱۴۷، ۱۴۷-۱۴۸، ۱۴۸-۱۴۹، ۱۴۹-۱۵۰، ۱۵۰-۱۵۱، ۱۵۱-۱۵۲، ۱۵۲-۱۵۳، ۱۵۳-۱۵۴، ۱۵۴-۱۵۵، ۱۵۵-۱۵۶، ۱۵۶-۱۵۷، ۱۵۷-۱۵۸، ۱۵۸-۱۵۹، ۱۵۹-۱۶۰، ۱۶۰-۱۶۱، ۱۶۱-۱۶۲، ۱۶۲-۱۶۳، ۱۶۳-۱۶۴، ۱۶۴-۱۶۵، ۱۶۵-۱۶۶، ۱۶۶-۱۶۷، ۱۶۷-۱۶۸، ۱۶۸-۱۶۹، ۱۶۹-۱۷۰، ۱۷۰-۱۷۱، ۱۷۱-۱۷۲، ۱۷۲-۱۷۳، ۱۷۳-۱۷۴، ۱۷۴-۱۷۵، ۱۷۵-۱۷۶، ۱۷۶-۱۷۷، ۱۷۷-۱۷۸، ۱۷۸-۱۷۹، ۱۷۹-۱۸۰، ۱۸۰-۱۸۱، ۱۸۱-۱۸۲، ۱۸۲-۱۸۳، ۱۸۳-۱۸۴، ۱۸۴-۱۸۵، ۱۸۵-۱۸۶، ۱۸۶-۱۸۷، ۱۸۷-۱۸۸، ۱۸۸-۱۸۹، ۱۸۹-۱۹۰، ۱۹۰-۱۹۱، ۱۹۱-۱۹۲، ۱۹۲-۱۹۳، ۱۹۳-۱۹۴، ۱۹۴-۱۹۵، ۱۹۵-۱۹۶، ۱۹۶-۱۹۷، ۱۹۷-۱۹۸، ۱۹۸-۱۹۹، ۱۹۹-۲۰۰، ۲۰۰-۲۰۱، ۲۰۱-۲۰۲، ۲۰۲-۲۰۳، ۲۰۳-۲۰۴، ۲۰۴-۲۰۵، ۲۰۵-۲۰۶، ۲۰۶-۲۰۷، ۲۰۷-۲۰۸، ۲۰۸-۲۰۹، ۲۰۹-۲۱۰، ۲۱۰-۲۱۱، ۲۱۱-۲۱۲، ۲۱۲-۲۱۳، ۲۱۳-۲۱۴، ۲۱۴-۲۱۵، ۲۱۵-۲۱۶، ۲۱۶-۲۱۷، ۲۱۷-۲۱۸، ۲۱۸-۲۱۹، ۲۱۹-۲۲۰، ۲۲۰-۲۲۱، ۲۲۱-۲۲۲، ۲۲۲-۲۲۳، ۲۲۳-۲۲۴، ۲۲۴-۲۲۵، ۲۲۵-۲۲۶، ۲۲۶-۲۲۷، ۲۲۷-۲۲۸، ۲۲۸-۲۲۹، ۲۲۹-۲۳۰، ۲۳۰-۲۳۱، ۲۳۱-۲۳۲، ۲۳۲-۲۳۳، ۲۳۳-۲۳۴، ۲۳۴-۲۳۵، ۲۳۵-۲۳۶، ۲۳۶-۲۳۷، ۲۳۷-۲۳۸، ۲۳۸-۲۳۹، ۲۳۹-۲۴۰، ۲۴۰-۲۴۱، ۲۴۱-۲۴۲، ۲۴۲-۲۴۳، ۲۴۳-۲۴۴، ۲۴۴-۲۴۵، ۲۴۵-۲۴۶، ۲۴۶-۲۴۷، ۲۴۷-۲۴۸، ۲۴۸-۲۴۹، ۲۴۹-۲۵۰، ۲۵۰-۲۵۱، ۲۵۱-۲۵۲، ۲۵۲-۲۵۳، ۲۵۳-۲۵۴، ۲۵۴-۲۵۵، ۲۵۵-۲۵۶، ۲۵۶-۲۵۷، ۲۵۷-۲۵۸، ۲۵۸-۲۵۹، ۲۵۹-۲۶۰، ۲۶۰-۲۶۱، ۲۶۱-۲۶۲، ۲۶۲-۲۶۳، ۲۶۳-۲۶۴، ۲۶۴-۲۶۵، ۲۶۵-۲۶۶، ۲۶۶-۲۶۷، ۲۶۷-۲۶۸، ۲۶۸-۲۶۹، ۲۶۹-۲۷۰، ۲۷۰-۲۷۱، ۲۷۱-۲۷۲، ۲۷۲-۲۷۳، ۲۷۳-۲۷۴، ۲۷۴-۲۷۵، ۲۷۵-۲۷۶، ۲۷۶-۲۷۷، ۲۷۷-۲۷۸، ۲۷۸-۲۷۹، ۲۷۹-۲۸۰، ۲۸۰-۲۸۱، ۲۸۱-۲۸۲، ۲۸۲-۲۸۳، ۲۸۳-۲۸۴، ۲۸۴-۲۸۵، ۲۸۵-۲۸۶، ۲۸۶-۲۸۷، ۲۸۷-۲۸۸، ۲۸۸-۲۸۹، ۲۸۹-۲۹۰، ۲۹۰-۲۹۱، ۲۹۱-۲۹۲، ۲۹۲-۲۹۳، ۲۹۳-۲۹۴، ۲۹۴-۲۹۵، ۲۹۵-۲۹۶، ۲۹۶-۲۹۷، ۲۹۷-۲۹۸، ۲۹۸-۲۹۹، ۲۹۹-۳۰۰، ۳۰۰-۳۰۱، ۳۰۱-۳۰۲، ۳۰۲-۳۰۳، ۳۰۳-۳۰۴، ۳۰۴-۳۰۵، ۳۰۵-۳۰۶، ۳۰۶-۳۰۷، ۳۰۷-۳۰۸، ۳۰۸-۳۰۹، ۳۰۹-۳۱۰، ۳۱۰-۳۱۱، ۳۱۱-۳۱۲، ۳۱۲-۳۱۳، ۳۱۳-۳۱۴، ۳۱۴-۳۱۵، ۳۱۵-۳۱۶، ۳۱۶-۳۱۷، ۳۱۷-۳۱۸، ۳۱۸-۳۱۹، ۳۱۹-۳۲۰، ۳۲۰-۳۲۱، ۳۲۱-۳۲۲، ۳۲۲-۳۲۳، ۳۲۳-۳۲۴، ۳۲۴-۳۲۵، ۳۲۵-۳۲۶، ۳۲۶-۳۲۷، ۳۲۷-۳۲۸، ۳۲۸-۳۲۹، ۳۲۹-۳۳۰، ۳۳۰-۳۳۱، ۳۳۱-۳۳۲، ۳۳۲-۳۳۳، ۳۳۳-۳۳۴، ۳۳۴-۳۳۵، ۳۳۵-۳۳۶، ۳۳۶-۳۳۷، ۳۳۷-۳۳۸، ۳۳۸-۳۳۹، ۳۳۹-۳۴۰، ۳۴۰-۳۴۱، ۳۴۱-۳۴۲، ۳۴۲-۳۴۳، ۳۴۳-۳۴۴، ۳۴۴-۳۴۵، ۳۴۵-۳۴۶، ۳۴۶-۳۴۷، ۳۴۷-۳۴۸، ۳۴۸-۳۴۹، ۳۴۹-۳۵۰، ۳۵۰-۳۵۱، ۳۵۱-۳۵۲، ۳۵۲-۳۵۳، ۳۵۳-۳۵۴، ۳۵۴-۳۵۵، ۳۵۵-۳۵۶، ۳۵۶-۳۵۷، ۳۵۷-۳۵۸، ۳۵۸-۳۵۹، ۳۵۹-۳۶۰، ۳۶۰-۳۶۱، ۳۶۱-۳۶۲، ۳۶۲-۳۶۳، ۳۶۳-۳۶۴، ۳۶۴-۳۶۵، ۳۶۵-۳۶۶، ۳۶۶-۳۶۷، ۳۶۷-۳۶۸، ۳۶۸-۳۶۹، ۳۶۹-۳۷۰، ۳۷۰-۳۷۱، ۳۷۱-۳۷۲، ۳۷۲-۳۷۳، ۳۷۳-۳۷۴، ۳۷۴-۳۷۵، ۳۷۵-۳۷۶، ۳۷۶-۳۷۷، ۳۷۷-۳۷۸، ۳۷۸-۳۷۹، ۳۷۹-۳۸۰، ۳۸۰-۳۸۱، ۳۸۱-۳۸۲، ۳۸۲-۳۸۳، ۳۸۳-۳۸۴، ۳۸۴-۳۸۵، ۳۸۵-۳۸۶، ۳۸۶-۳۸۷، ۳۸۷-۳۸۸، ۳۸۸-۳۸۹، ۳۸۹-۳۹۰، ۳۹۰-۳۹۱، ۳۹۱-۳۹۲، ۳۹۲-۳۹۳، ۳۹۳-۳۹۴، ۳۹۴-۳۹۵، ۳۹۵-۳۹۶، ۳۹۶-۳۹۷، ۳۹۷-۳۹۸، ۳۹۸-۳۹۹، ۳۹۹-۴۰۰، ۴۰۰-۴۰۱، ۴۰۱-۴۰۲، ۴۰۲-۴۰۳، ۴۰۳-۴۰۴، ۴۰۴-۴۰۵، ۴۰۵-۴۰۶، ۴۰۶-۴۰۷، ۴۰۷-۴۰۸، ۴۰۸-۴۰۹، ۴۰۹-۴۱۰، ۴۱۰-۴۱۱، ۴۱۱-۴۱۲، ۴۱۲-۴۱۳، ۴۱۳-۴۱۴، ۴۱۴-۴۱۵، ۴۱۵-۴۱۶، ۴۱۶-۴۱۷، ۴۱۷-۴۱۸، ۴۱۸-۴۱۹، ۴۱۹-۴۲۰، ۴۲۰-۴۲۱، ۴۲۱-۴۲۲، ۴۲۲-۴۲۳، ۴۲۳-۴۲۴، ۴۲۴-۴۲۵، ۴۲۵-۴۲۶، ۴۲۶-۴۲۷، ۴۲۷-۴۲۸، ۴۲۸-۴۲۹، ۴۲۹-۴۳۰، ۴۳۰-۴۳۱، ۴۳۱-۴۳۲، ۴۳۲-۴۳۳، ۴۳۳-۴۳۴، ۴۳۴-۴۳۵، ۴۳۵-۴۳۶، ۴۳۶-۴۳۷، ۴۳۷-۴۳۸، ۴۳۸-۴۳۹، ۴۳۹-۴۴۰، ۴۴۰-۴۴۱، ۴۴۱-۴۴۲، ۴۴۲-۴۴۳، ۴۴۳-۴۴۴، ۴۴۴-۴۴۵، ۴۴۵-۴۴۶، ۴۴۶-۴۴۷، ۴۴۷-۴۴۸، ۴۴۸-۴۴۹، ۴۴۹-۴۵۰، ۴۵۰-۴۵۱، ۴۵۱-۴۵۲، ۴۵۲-۴۵۳، ۴۵۳-۴۵۴، ۴۵۴-۴۵۵، ۴۵۵-۴۵۶، ۴۵۶-۴۵۷، ۴۵۷-۴۵۸، ۴۵۸-۴۵۹، ۴۵۹-۴۶۰، ۴۶۰-۴۶۱، ۴۶۱-۴۶۲، ۴۶۲-۴۶۳، ۴۶۳-۴۶۴، ۴۶۴-۴۶۵، ۴۶۵-۴۶۶، ۴۶۶-۴۶۷، ۴۶۷-۴۶۸، ۴۶۸-۴۶۹، ۴۶۹-۴۷۰، ۴۷۰-۴۷۱، ۴۷۱-۴۷۲، ۴۷۲-۴۷۳، ۴۷۳-۴۷۴، ۴۷۴-۴۷۵، ۴۷۵-۴۷۶، ۴۷۶-۴۷۷، ۴۷۷-۴۷۸، ۴۷۸-۴۷۹، ۴۷۹-۴۸۰، ۴۸۰-۴۸۱، ۴۸۱-۴۸۲، ۴۸۲-۴۸۳، ۴۸۳-۴۸۴، ۴۸۴-۴۸۵، ۴۸۵-۴۸۶، ۴۸۶-۴۸۷، ۴۸۷-۴۸۸، ۴۸۸-۴۸۹، ۴۸۹-۴۹۰، ۴۹۰-۴۹۱، ۴۹۱-۴۹۲، ۴۹۲-۴۹۳، ۴۹۳-۴۹۴، ۴۹۴-۴۹۵، ۴۹۵-۴۹۶، ۴۹۶-۴۹۷، ۴۹۷-۴۹۸، ۴۹۸-۴۹۹، ۴۹۹-۵۰۰، ۵۰۰-۵۰۱، ۵۰۱-۵۰۲، ۵۰۲-۵۰۳، ۵۰۳-۵۰۴، ۵۰۴-۵۰۵، ۵۰۵-۵۰۶، ۵۰۶-۵۰۷، ۵۰۷-۵۰۸، ۵۰۸-۵۰۹، ۵۰۹-۵۱۰، ۵۱۰-۵۱۱، ۵۱۱-۵۱۲، ۵۱۲-۵۱۳، ۵۱۳-۵۱۴، ۵۱۴-۵۱۵، ۵۱۵-۵۱۶، ۵۱۶-۵۱۷، ۵۱۷-۵۱۸، ۵۱۸-۵۱۹، ۵۱۹-۵۲۰، ۵۲۰-۵۲۱، ۵۲۱-۵۲۲، ۵۲۲-۵۲۳، ۵۲۳-۵۲۴، ۵۲۴-۵۲۵، ۵۲۵-۵۲۶، ۵۲۶-۵۲۷، ۵۲۷-۵۲۸، ۵۲۸-۵۲۹، ۵۲۹-۵۳۰، ۵۳۰-۵۳۱، ۵۳۱-۵۳۲، ۵۳۲-۵۳۳، ۵۳۳-۵۳۴، ۵۳۴-۵۳۵، ۵۳۵-۵۳۶، ۵۳۶-۵۳۷، ۵۳۷-۵۳۸، ۵۳۸-۵۳۹، ۵۳۹-۵۴۰، ۵۴۰-۵۴۱، ۵۴۱-۵۴۲، ۵۴۲-۵۴۳، ۵۴۳-۵۴۴، ۵۴۴-۵۴۵، ۵۴۵-۵۴۶، ۵۴۶-۵۴۷، ۵۴۷-۵۴۸، ۵۴۸-۵۴۹، ۵۴۹-۵۵۰، ۵۵۰-۵۵۱، ۵۵۱-۵۵۲، ۵۵۲-۵۵۳، ۵۵۳-۵۵۴، ۵۵۴-۵۵۵، ۵۵۵-۵۵۶، ۵۵۶-۵۵۷، ۵۵۷-۵۵۸، ۵۵۸-۵۵۹، ۵۵۹-۵۶۰، ۵۶۰-۵۶۱، ۵۶۱-۵۶۲، ۵۶۲-۵۶۳، ۵۶۳-۵۶۴، ۵۶۴-۵۶۵، ۵۶۵-۵۶۶، ۵۶۶-۵۶۷، ۵۶۷-۵۶۸، ۵۶۸-۵۶۹، ۵۶۹-۵۷۰، ۵۷۰-۵۷۱، ۵۷۱-۵۷۲، ۵۷۲-۵۷۳، ۵۷۳-۵۷۴، ۵۷۴-۵۷۵، ۵۷۵-۵۷۶، ۵۷۶-۵۷۷، ۵۷۷-۵۷۸، ۵۷۸-۵۷۹، ۵۷۹-۵۸۰، ۵۸۰-۵۸۱، ۵۸۱-۵۸۲، ۵۸۲-۵۸۳، ۵۸۳-۵۸۴، ۵۸۴-۵۸۵، ۵۸۵-۵۸۶، ۵۸۶-۵۸۷، ۵۸۷-۵۸۸، ۵۸۸-۵۸۹، ۵۸۹-۵۹۰، ۵۹۰-۵۹۱، ۵۹۱-۵۹۲، ۵۹۲-۵۹۳، ۵۹۳-۵۹۴، ۵۹۴-۵۹۵، ۵۹۵-۵۹۶، ۵۹۶-۵۹۷، ۵۹۷-۵۹۸، ۵۹۸-۵۹۹، ۵۹۹-۶۰۰، ۶۰۰-۶۰۱، ۶۰۱-۶۰۲، ۶۰۲-۶۰۳، ۶۰۳-۶۰۴، ۶۰۴-۶۰۵، ۶۰۵-۶۰۶، ۶۰۶-۶۰۷، ۶۰۷-۶۰۸، ۶۰۸-۶۰۹، ۶۰۹-۶۱۰، ۶۱۰-۶۱۱، ۶۱۱-۶۱۲، ۶۱۲-۶۱۳، ۶۱۳-۶۱۴، ۶۱۴-۶۱۵، ۶۱۵-۶۱۶، ۶۱۶-۶۱۷، ۶۱۷-۶۱۸، ۶۱۸-۶۱۹، ۶۱۹-۶۲۰، ۶۲۰-۶۲۱، ۶۲۱-۶۲۲، ۶۲۲-۶۲۳، ۶۲۳-۶۲۴، ۶۲۴-۶۲۵، ۶۲۵-۶۲۶، ۶۲۶-۶۲۷، ۶۲۷-۶۲۸، ۶۲۸-۶۲۹، ۶۲۹-۶۳۰، ۶۳۰-۶۳۱، ۶۳۱-۶۳۲، ۶۳۲-۶۳۳، ۶۳۳-۶۳۴، ۶۳۴-۶۳۵، ۶۳۵-۶۳۶، ۶۳۶-۶۳۷، ۶۳۷-۶۳۸، ۶۳۸-۶۳۹، ۶۳۹-۶۴۰، ۶۴۰-۶۴۱، ۶۴۱-۶۴۲، ۶۴۲-۶۴۳، ۶۴۳-۶۴۴، ۶۴۴-۶۴۵، ۶۴۵-۶۴۶، ۶۴۶-۶۴۷، ۶۴۷-۶۴۸، ۶۴۸-۶۴۹، ۶۴۹-۶۵۰، ۶۵۰-۶۵۱، ۶۵۱-۶۵۲، ۶۵۲-۶۵۳، ۶۵۳-۶۵۴، ۶۵۴-۶۵۵، ۶۵۵-۶۵۶، ۶۵۶-۶۵۷، ۶۵۷-۶۵۸، ۶۵۸-۶۵۹، ۶۵۹-۶۶۰، ۶۶۰-۶۶۱، ۶۶۱-۶۶۲، ۶۶۲-۶۶۳، ۶۶۳-۶۶۴، ۶۶۴-۶۶۵، ۶۶۵-۶۶۶، ۶۶۶-۶۶۷، ۶۶۷-۶۶۸، ۶۶۸-۶۶۹، ۶۶۹-۶۷۰، ۶۷۰-۶۷۱، ۶۷۱-۶۷۲، ۶۷۲-۶۷۳، ۶۷۳-۶۷۴، ۶۷۴-۶۷۵، ۶۷۵-۶۷۶، ۶۷۶-۶۷۷، ۶۷۷-۶۷۸، ۶۷۸-۶۷۹، ۶۷۹-۶۸۰، ۶۸۰-۶۸۱، ۶۸۱-۶۸۲، ۶۸۲-۶۸۳، ۶۸۳-۶۸۴، ۶۸۴-۶۸۵، ۶۸۵-۶۸۶، ۶۸۶-۶۸۷، ۶۸۷-۶۸۸، ۶۸۸-۶۸۹، ۶۸۹-۶۹۰، ۶۹۰-۶۹۱، ۶۹۱-۶۹۲، ۶۹۲-۶۹۳، ۶۹۳-۶۹۴، ۶۹۴-۶۹۵، ۶۹۵-۶۹۶، ۶۹۶-۶۹۷، ۶۹۷-۶۹۸، ۶۹۸-۶۹۹، ۶۹۹-۷۰۰، ۷۰۰-۷۰۱، ۷۰۱-۷۰۲، ۷۰۲-۷۰۳، ۷۰۳-۷۰۴، ۷۰۴-۷۰۵، ۷۰۵-۷۰۶، ۷۰۶-۷۰۷، ۷۰۷-۷۰۸، ۷۰۸-۷۰۹، ۷۰۹-۷۱۰، ۷۱۰-۷۱۱، ۷۱۱-۷۱۲، ۷۱۲-۷۱۳، ۷۱۳-۷۱۴، ۷۱۴-۷۱۵، ۷۱۵-۷۱۶، ۷۱۶-۷۱۷، ۷۱۷-۷۱۸، ۷۱۸-۷۱۹، ۷۱۹-۷۲۰، ۷۲۰-۷۲۱، ۷۲۱-۷۲۲، ۷۲۲-۷۲۳، ۷۲۳-۷۲۴، ۷۲۴-۷۲۵، ۷۲۵-۷۲۶، ۷۲۶-۷۲۷، ۷۲۷-۷۲۸، ۷۲۸-۷۲۹، ۷۲۹-۷۳۰، ۷۳۰-۷۳۱، ۷۳۱-۷۳۲، ۷۳۲-۷۳۳، ۷۳۳-۷۳۴، ۷۳۴-۷۳۵، ۷۳۵-۷۳۶، ۷۳۶-۷۳۷، ۷۳۷-۷۳۸، ۷۳۸-۷۳۹، ۷۳۹-۷۴۰، ۷۴۰-۷۴۱، ۷۴۱-۷۴۲، ۷۴۲-۷۴۳، ۷۴۳-۷۴۴، ۷۴۴-۷۴۵، ۷۴۵-۷۴۶، ۷۴۶-۷۴۷، ۷۴۷-۷۴۸، ۷۴۸-۷۴۹، ۷۴۹-۷۵۰، ۷۵۰-۷۵۱، ۷۵۱-۷۵۲، ۷۵۲-۷۵۳، ۷۵۳-۷۵۴، ۷۵۴-۷۵۵، ۷۵۵-۷۵۶، ۷۵۶-۷۵۷، ۷۵۷-۷۵۸، ۷۵۸-۷۵۹، ۷۵۹-۷۶۰، ۷۶۰-۷۶۱، ۷۶۱-۷۶۲، ۷۶۲-۷۶۳، ۷۶۳-۷۶۴، ۷۶۴-۷۶۵، ۷۶۵-۷۶۶، ۷۶۶-۷۶۷، ۷۶۷-۷۶۸، ۷۶۸-۷۶۹،

متعلق تشکیک پر مبنی یہ اعتراضات غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔ مسیحیوں کے بارے میں مسلمانوں کی روایتی فکر پر بھی ڈاکٹر ابراہیم نے شکوک و شبہات کا اظہار کیا ہے۔

بلیقیس شیخ (م ۱۹۹۷ء) نے انگریزی زبان میں آپ بیتی تحریر کی، عنوان تھا (I Dared to Call Him Father)۔ اس کے تراجم اُردو سمیت مختلف زبانوں میں کرائے گئے۔ اُردو میں اس کا عنوان ہے ”میں نے اُسے باپ کہنے کی جرأت کی“۔ مُصنّف ایک بڑے زمین دار گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں، سیاست و حکومت میں اُن کو ممتاز مقام حاصل تھا۔ بلیقیس شیخ نے اپنی نفسیاتی و جذباتی کیفیات، ادہام اور خواہوں میں آنے والے اشارات کی وجہ سے اسلام سے دُوری اختیار کر لی، قرآن و بائبل کا سطحی مطالعہ کیا، تثلیث کی قائل ہو گئی، قرآن و بائبل میں مذکور قصص انبیاء کے اختلاف کا شکوہ کرنے لگی، تحریفِ بائبل سے متعلق مسلمانوں کے موقف کو تسلیم کرنے سے انکار کیا، اسلام کو سخت گیر اور مسیحیت کو انسان دوست مذہب قرار دیا، وہ مصلوبیت کے مسیحی تصورات کو درست سمجھنے لگی، بالآخر مسیحیت کو قبول کر لیا اور بقیہ زندگی مسیحیت کی نشر و اشاعت میں بسر کی۔

غلام مسیح نعمان (م ۱۹۹۸ء) کی خودنوشت ”میر افضل تیرے لئے کافی ہے“ کے نام سے ہے۔ قبولِ مسیحیت سے نصف صدی بعد اُسے ضبطِ تحریر میں لایا گیا۔ مصنف مسیحی ملازمین و افسران کے نرم اور انسان دوست رویوں سے متاثر ہوا اور اسلام چھوڑنے پر آمادہ ہو گیا۔ مسیحیت قبول کر کے مشنری سرگرمیوں کو اختیار کر لیا۔ وہ جہاد، جبر و قدر اور تصوف سے متعلق اسلامی تصورات کے بارے میں تشکیک کا شکار ہوا۔ اُس نے مقامی سطح کے مولوی حضرات کے سماجی رویوں پر بھی تنقید کی ہے۔<sup>(۱)</sup>

آپ بیتیوں کے علاوہ ایسی سوانح عمریاں بھی موجود ہیں جن میں ایسے نو مسیحیوں کے حالات و واقعات کو درج کیا گیا ہے جن کا سابقہ مذہب اسلام تھا۔ بشپ ولیم جی بیگ نے ”پادری ایم۔ اسماعیل کے حالات زندگی“ تحریر کی، اس کا اُردو ترجمہ جیکب سموئیل شنوائے کیا۔ پادری ایم۔ اسماعیل (م ۱۸۷۳ء) کے بارے میں تحریر کیا گیا کہ وہ نجات سے متعلق اسلامی تعلیمات سے مطمئن نہ تھا، اِس لئے اُنہوں نے اسلام چھوڑا اور مسیحی ہو گیا۔<sup>(۲)</sup> وہ ۱۸۳۶ء میں بمبئی میں پیدا ہوا، وہ سید خاندان سے تعلق رکھتا تھا، وہ ایک جذباتی آدمی تھا، اُس کے والد قطب الدین ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے، اُس کی تعلیم و تربیت ایسے ماحول میں انجام پائی جس میں مسیحیت کی مخالفت کی جاتی تھی، اس نے قرآن مجید سے متعلق ابتدائی تعلیم حاصل کر رکھی تھی۔ وہ اُردو اور فارسی زبانیں اچھی طرح جانتا تھا، اُن اسلامی کتب کا خصوصی طور پر مطالعہ کرتا جن میں حضرت مسیح کا تذکرہ ہوتا تھا، البتہ وہ مسیحیت کے ناقد تھا، تعلیمی میدان میں اُس کی کارکردگی

(۱) غلام مسیح نعمان میر افضل تیرے لئے کافی ہے، ص ۸۰۔ <https://www.the-goog-way.com/Date04-09-2017,Time:7:40pm>

(۲) بشپ ولیم جی بیگ، پادری، ایم۔ اسماعیل کے حالات زندگی، مترجم: جیکب سموئیل شنوائے، ڈیپوسٹس، چرچ آف پاکستان،

اچھی تھی، اُسے گورنمنٹ سکول میں داخل کرایا گیا، بعد ازاں انگریزی کی معیاری تعلیم کے لئے اُس کو چرچ آف سکاٹ لینڈ سکول میں داخل کرایا گیا۔ اس سکول میں ہندو، پارسی، مسلم اور دیگر مذاہب کے طلبہ زیر تعلیم تھے۔ پادری ٹامس ہنٹر سے متاثر ہو کر ایک طالب علم جس کا نام نصر اللہ تھا، نے مسیحیت کو قبول کر لیا، اسی دوران اسماعیل کو اُردو کے اُستاد کے طور پر بھرتی کر لیا گیا، اب نصر اللہ اُردو زبان کا سبق محمد اسماعیل سے پڑھتا تھا۔ پادری ہنٹر اور نصر اللہ کے محمد اسماعیل پر گہرے اثرات ہوئے، وہ مسیحیت کی طرف راغب ہو گیا۔ اُس نے ۲۱ اگست ۱۸۵۶ء کو پستہ لیا۔ اُسے اسلام میں واپس لانے کی بہت کوششیں ہوئیں مگر وہ مسیحیت پر قائم رہا۔<sup>(۱)</sup> اُس نے بمبئی، سیالکوٹ، وزیر آباد اور گجرات میں تدریسی خدمات کے ساتھ مشنری سرگرمیوں میں بڑی فعالیت کے ساتھ حصہ لیا۔ ستمبر ۱۸۷۳ء میں وہ گجرات میں تھا کہ ٹائیفاؤنڈیشن کی وجہ سے اس کا انتقال ہو گیا۔<sup>(۲)</sup>

پادری اصغر فضل الہی پال نے ”خادم حق“ آنجہانی ڈاکٹر مہر خان کی کہانی“ تحریر کی۔ مصنف نے لکھا ہے کہ ڈاکٹر مہر خان (م ۱۹۱۵ء) کا خاندان اس وجہ سے مسیحی ہو گیا کہ اسلام باہمی دشمنیوں اور جذبہ انتقام کے فروغ کا مذہب ہے۔ وہ محبت و صلح کی تلاش میں ڈاکٹر مہر خان مسیحی ہو گیا۔<sup>(۳)</sup> اُس کا خاندان وسیع رقبہ اراضی کا مالک تھا۔ یہ لوگ عیسیٰ خیل سے تقریباً چار میل کے فاصلے پر واقع ایک بڑے گاؤں میں رہتے تھے۔ یاد رہے کہ قیام پاکستان سے قبل عیسیٰ خیل انتظامی اعتبار سے ضلع بنوں کا حصہ تھا جو کہ شمالی مغربی سرحدی صوبہ میں شامل تھا جبکہ قیام پاکستان کے بعد تحصیل عیسیٰ خیل کو ضلع میانوالی میں شامل کر دیا گیا جو کہ اب پاکستان کے صوبہ پنجاب میں شامل ہے۔ یہ خاندان عیسیٰ خیل میں ممتاز حیثیت رکھتا تھا اور معاشی طور پر خوشحال تھا۔ ڈاکٹر مہر خان کے والد محمد عبداللہ خان اور اُن کا پورا خاندان مسلمان تھا۔ محمد عبداللہ خان اپنے قبیلے کی باہمی چیلشوں اور انتقام لینے کی مقامی روایات سے نفرت کرتا تھا۔ وہ مناسب موقع کی تلاش میں تھا کہ کوئی پُر امن اور انسان دوست لمحات میسر آئیں۔ انہی دنوں مسیحیت کی تبلیغ کرنے والے پادریوں کی تعلیمات سے وہ متاثر ہوا اور اپنے بیوی بچوں سمیت مسیحی ہو گیا۔ پستہ پانے کے بعد اُس کا نام محمد عبداللہ خان سے بدل کر عبدالمسیح رکھ دیا گیا۔ یہ خاندان مسیحیت کے فروغ میں فعال ہو گیا۔ مسلمانوں کی طرف سے اس خاندان کو مختلف مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر وہ اسلام کی طرف واپس نہ آئے۔ یوں ڈاکٹر مہر خان کو مسیحیت اپنے والد کی طرف سے پیدا کئی طور پر ملی تھی۔ اُن کے والد کا خیال تھا کہ مار دھاڑ، آپس کی دشمنی اور انتقام محض مسلمانوں کا وصف ہے، وہ امن پسندی کی تلاش میں مسیحی ہو گیا۔ ڈاکٹر مہر خان نے بارڈر پولیس کی ملازمت کی، پھر اُسے ترک کر کے معروف مسیحی پادری ڈاکٹر بیٹیل کے قائم کردہ چرچ مشن ہسپتال بنوں میں ملازم ہو گیا اور انہوں

(۱) ایم۔ پادری، بشب ولیم جی بیگ، اسماعیل کے حالات زندگی، ص: ۵-۷

(۲) ایضاً، ص: ۹۱

(۳) اصغر فضل الہی پال، پادری، خادم حق، مسیحی اشاعت خانہ، ۳۶- فیروز پور روڈ، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص: ۱-۹۳

نے علم طب اور فن جراحی میں خوب مہارت پائی۔ ڈاکٹر مہر خان مسیحی عقائد کی کھلے عام تبلیغ کرتا، مسلمانوں سے بحث مباحثہ کرتا، بازاروں میں مسیحیت کی تبلیغ کے لئے ٹیم تشکیل دے کر روانہ کرتا اور خود بھی اس کا حصہ ہوتا، ۱۲ مارچ ۱۹۱۵ء کی رات ڈاکوؤں نے اُن کے گھر پر حملہ کیا، اُس حملہ میں یہ قتل ہو گئے، ڈاکوؤں نے اُن کو پیش کش کی تھی کہ اگر یہ اسلام کی جانب پلٹ آئیں تو اُن کو چھوڑا جاسکتا ہے مگر ڈاکٹر مہر مسیحیت پر قائم رہنے کا عزم کرتا رہا، نتیجتاً اُن کو قتل کر دیا گیا۔<sup>(۱)</sup> اُن کی پیشہ ورانہ خدمات اور مشنری سرگرمیوں میں بھرپور شرکت کے پیش نظر مسیحی حلقوں میں اُن کا بڑا احترام پایا جاتا ہے۔

عظیم عامر نے ”عصر حاضر کا داؤد“ تحریر کی، یہ پادری امام دین شہباز (م ۱۹۱۸ء) سے متعلق سوانح عمری ہے۔ امام دین شہباز حیات بعد المات کے بارے میں تشکیک کا شکار ہوا اور اسلام چھوڑ کر مسیحی ہو گیا، اس نے مسلم صوفیاء پر بھی اعتراضات کئے۔<sup>(۲)</sup> قبول مسیحیت کے نتیجے میں امام دین کو اپنے خاندانی اور سماجی روابط سے دست بردار ہونا پڑا، اُس نے سلسلہ تعلیم کو جاری رکھا اور امریکہ کی ایک یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری حاصل کی۔ بعد ازاں ایک مسیحی خاتون جس کا نام مریم تھا، سے شادی ہو گئی، ۱۸۸۲ء میں سکاچ مشن کے صدر سکول میں مدرس کی حیثیت سے تعیناتی ہوئی اور جغرافیہ، اردو اور حساب پڑھانے میں زندگی گزری۔ امام دین نے امرتسر اور انبالہ میں بھی تدریس کے فرائض انجام دیئے، وہ قادر الکلام شاعر تھا اور تخلص شہباز تھا، اردو اور فارسی میں شعر کہا کرتے تھے۔ امام دین نے زبور کا پنجابی میں منظوم ترجمہ بھی کیا۔ اور پسرور، سیالکوٹ اور بھلووال میں مسیحیت کی تبلیغی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۲۱ء میں امام دین کی وفات ہوئی، اور بھلووال کے مسیحی قبرستان میں دفن کیا گیا۔<sup>(۳)</sup>

نو مسیحیوں کی آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں میں ایک اہم فرق یہ ہے کہ آپ بیتیوں میں اسلام سے متعلق سخت و تلخ لہجہ استعمال کیا گیا ہے، اس کے برعکس سوانح عمریوں کے زیادہ تر مباحث کا تعلق قبول مسیحیت کے بعد کی مشنری خدمات سے ہے۔ بہر حال یہ سارا متعصبانہ مواد حقائق سے توجہ ہٹانے کے لیے تشکیل دیا گیا۔ مقامی اور غیر ملکی مصنفین کی ان گنت کتب تاریخ اور رسائل و جرائد کے مضامین اس حقیقت کے گواہ ہیں کہ برصغیر میں برطانوی سامراج کا طرز حکومت اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی پر عبارت تھا۔ مسلمانوں کو مسیحیت قبول کرنے کے لئے مالی و سیاسی اور سماجی ترغیبات دی جا رہی تھیں۔ دنیاوی مفادات کے حصول کے لئے بعض کمزور ایمان کے حامل مسلمانوں نے ترک اسلام کر کے مسیحیت کو قبول کر لیا۔ ان آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں میں اسلام پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں مولانا رحمت اللہ

(۱) اصغر فضل الہی پال، پادری، خادم حق، ص: ۱-۹۳

(۲) عظیم عامر، عصر حاضر کا داؤد، مکتبہ عنادیم پاکستان، گوجرانوالہ، ۲۰۰۵ء، ص: ۱-۱۱۲

(۳) ایضاً، ص: ۲-۱۱۲

کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ایسے مسلم علماء اُن کا مسکت جواب بخوبی دے چکے تھے۔ اس پس منظر میں یہ سارا مذہبی ادب جھوٹ، بلا جو الزام تراشی اور سیاسی و مذہبی پروپیگنڈے کا پلندہ ہنس ہے۔

### خلاصہ بحث

مقالہ ہذا برصغیر کے نو مسیحی مصنفین کے اعتقادی مطالعہ اسلام کے ایک مخصوص پہلو سے متعلق ہے۔ اس میں پیش کردہ تمام گزارشات کے خلاصے کو اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ اسلام ترک کر کے مسیحیت کو قبول کرنے والے حضرات کی آپ بیتیاں اور سوانح عمریاں کثیر الجہتی اہمیت کی حامل ہیں۔ برصغیر کی مذہبی اور علمی و فکری میراث سے متعلق یہ حساس اور بے مثال مواد نو مسیحی مصنفین کے خاندانی احوال، ذاتی کوائف، داخلی و خارجی کیفیات، مشاہدات و تجربات، احساسات و جذبات، ذہنی رجحانات، دلچسپیوں اور عقائد و نظریات کے بارے میں اہم معلومات فراہم کرتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ مذہبی مواد اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اشکالات، اعتراضات اور الزامات کی حقیقت جاننے کا ایک قابل اعتبار اور موثر ذریعہ بھی ہے۔ اس تاریخی اور علمی ذخیرہ سے اہل علم کے خاتمے میں مدد ملی جاسکتی ہے۔ اس مخصوص مذہبی، تاریخی اور اعتقادی پس منظر میں اس سوانحی مواد کا جائزہ نہایت ضروری ہے۔ اسلامی عقائد و روایات کی تفہیم اور اُن کے دفاع کی بہت سی راہیں اس مواد کے مطالعہ سے دریافت ہو سکتی ہیں۔ یہ آپ بیتیاں اور سوانح عمریاں اسلام کے خلاف لکھے گئے مسیحی ادب کا ایک اہم اور منفرد حصہ ہیں۔ یہ ادب تعصب، نفرت اور اشتعال کے فروغ کا باعث بنا۔ اس میں شوخی، تحریر، بے لگام منطق اور انسانی نفسیات و جذبات کا سہارا لے کر قرآن، حدیث، سیرت طیبہ، فقہ، تصوف، خلافت راشدہ، اسلامی ریاست، مسلم فکر اور اس کے متعلقات پر اعتراضات کئے گئے۔ برصغیر کے مخصوص نوآبادیاتی پس منظر اور اُس کے اثرات کی تفہیم کے لئے ضروری ہے کہ ان آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں پر گہرا غور و خوض کیا جائے، تحقیق و تجزیہ کے اعلیٰ معیارات کے ذریعے حقیقت کی وضاحت کی جائے، ان تحریرات کے تناظر میں برصغیر کے مختلف تاریخی ادوار کا جائزہ لیا جائے اور دیکھا جائے کہ مسیحیت کی آمد اس علاقہ میں کس طرح ہوئی، قبول مسیحیت کے مختلف مراحل برصغیر میں کیا ہیں، مسیحیوں کے بتشیری نظام کے خدوخال کو سمجھا جائے، مسیحیت کی اشاعت اور اس کی رفتار کا تجزیہ کیا جائے، نو مسیحی مصنفین کے حسب نسب کا جائزہ لیا جائے، اُن کے احوال و آثار کے مطالعہ سے قبول مسیحیت کے اصل محرکات کا تعین کیا جائے، غور کیا جائے کہ مسلمان کی حیثیت سے اُن کا علمی رتبہ کیا تھا، اُن کی سیاسی و سماجی حیثیت کیا تھی، اُن کے اسلوب تحریر پر تنقیدی نگاہ ڈالی جائے، اُن کے اعتراضات کا غیر جانب دارانہ مطالعہ کیا جائے، اُنصو و عقائد اسلامیہ پر ہونے والے اعتراضات کی حقیقت اور اُن کا پس منظر سمجھا جائے، یہ تمام مطالعات و تجزیات مسلمانوں کے علمی و فکری حلقوں کے لئے نہایت ضروری اور مفید ہیں خصوصاً تقابلی مطالعات اور تاریخ مذہب سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے ہمہ جہتی اہمیت کے حامل ہیں۔

## سفارشات

۱. ان آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں میں موجود اشکالات کی وضاحت کے لئے مسلم علماء نے تصانیف و تالیفات ترتیب دیں، رسائل لکھے، اخبارات میں مضامین تحریر کئے اور مباحثوں کی رودادوں کو مرتب کیا، یہ دفاع اسلام کا مواد کتب خانوں کی بند الماریوں کی زینت بنا بیٹھا ہے اور اسے دیمک چاٹ رہی ہے، اس تاریخی علمی سرمائے کا تحفظ کیا جائے، زیادہ مناسب ہے کہ اس کی اشاعت نوکا اہتمام کیا جائے۔
۲. اس مخصوص مذہبی ادب کا ایک اہم مقصد اسلام اور مسلمانوں سے متعلق غلط فہمیاں پیدا کرنا تھا۔ ان غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے عام فہم انداز میں اسلام کا دفاعی ادب تشکیل دے کر اس کی اشاعت کی جائے۔
۳. نو مسیحیوں کے بیانات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیمات کی برکات کو علماء و محققین کی طرف سے برصغیر میں پوری طرح بیان نہیں کیا گیا، ضرورت اس امر کی ہے کہ محاسن اسلام کی وضاحت پر مشتمل کتب کو شائع کیا جائے۔
۴. مغربی دنیا خصوصاً برطانیہ میں اٹھارویں صدی عیسوی کے بعد ظاہری طور پر مذہب و سیاست کا باہمی رشتہ بڑی حد تک کمزور ہو چکا تھا، اس تاریخی حقیقت کے باوجود انگریزوں نے برصغیر میں سیاسی استحکام کے لئے مذہب کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا، مسیحی حکمرانوں کے اس سیاسی رویے کے اسباب و محرکات کا تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے۔
۵. نو مسیحیوں کی آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں کے تناظر میں تاریخ و سیاست اور عقائد و روایات کے مختلف پہلوؤں پر جامعات میں تحقیقات کرائی جائیں۔
۶. فروغ مسیحیت اور اس کے ذرائع کے علاوہ اسلام پر نقد و نظر کے مختلف اسالیب سے متعلق تحقیق و تجزیہ کو آگے بڑھایا جائے۔
۷. مسیحیت کے لئے کام کرنے والے مختلف اداروں اور تنظیموں کی سرگرمیوں پر خصوصی نظر رکھی جائے، ان کے ظاہری مقاصد تو شاید مسلم معاشروں میں قابل قبول ہوں مگر اصل اہداف کے اعتبار سے وہ ادارے ناقابل برداشت ہیں۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ برصغیر میں ترک اسلام کے بعد قبول مسیحیت کے رُجحان کو ان اداروں اور خفیہ تنظیموں نے ہی معاشی و مادی وسائل فراہم کیے۔
۸. نو مسیحیوں کے بعض اعتراضات عقلی و فطری معیار پر پورے نہیں اترتے، اس ضمن میں ضروری ہے کہ مسیحی مصنفین کے افکار کے عقلی و منطقی تجزیات کو فروغ دیا جائے۔



۹. اس سوانحی ادب کی صورت میں مذہب کی بہت سی کلامی جہتیں منظر عام پر آئی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان جہتوں سے استفادہ کیا جائے اور ان پر تحقیقات کی فکر کی جائے۔
۱۰. اس مذہبی ادب کا ایک اہم پس منظر مغربی استعمار کا طرز سیاست ہے، برصغیر میں استعمار نے مذہب کو مقاصدِ مخصوصہ کی تکمیل کے لئے ایک ہتھیار اور آلہ کے طور پر استعمال کیا ہے، اس سامراجی نفسیات کے تجزیہ کے لیے اعلیٰ سطحی تحقیقات کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔
۱۱. آپ بیتیاں اور سوانح عمریاں مرتب کرنے والے پادریوں کے معاشی وسائل پر تحقیقات کی ضرورت ہے تاکہ بشیر اور سامراج کے تعلق کی تفہیم ہو سکے۔
۱۲. بہت سی آپ بیتیوں میں مصنفین کی مذہب بیزاری اور دیگر نفسیاتی مسائل کے بارے میں معلومات ملتی ہیں، بعض کی ابتدائی زندگی مسلمان ہونے کے باوجود اسلام کی روح سے مطابقت نہیں رکھتی تھی اور بعض عائلی و نجی پیچیدگیوں کا شکار تھے، اس پس منظر میں اس مذہبی مواد کے نفسیاتی تجزیہ کی ضرورت ہے۔
۱۳. بعض نو مسیحی مصنفین نے اپنے صوفیانہ تجربات کی ناکامی کو اپنی آپ بیتیوں میں تحریر کیا ہے، اس ناکامی کا اصل سبب یہ ہے کہ یہ لوگ تصوف سے متعلق راست رو اسلامی فکر سے لاعلم ہی نہیں بلکہ صوفیا کی صحبتوں کی حلاوت و چاشنی سے بھی نا آشنا تھے، اس پس منظر میں دینی مدارس اور عصری علوم سے متعلق جامعات میں تصوف کے مختلف تصورات کی تفہیم کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں تحقیقات کو فروغ دے کر افکار تصوف کی اصلاح و تنقیح کی راہ ہموار کی جاسکتی ہے۔
۱۴. محاسن اسلام سے متاثر ہو کر جن مسیحیوں نے اسلام کو قبول کیا ان کے احوال و آثار کی جمع و تدوین کی جائے، تاکہ نو مسیحیوں کی آپ بیتیوں اور سوانح عمریوں کے منفی اثرات کے خاتمے کے لیے مسلمانوں کا جوابی بیانیہ تشکیل دیا جاسکے۔

